امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ مولانا محمد غزالی ندوی
■ انوار قمر
■ اب سلطان ٹیپو کے خلاف سازش
■ اجودھیا معاملہ میں اکثریت کا......
■ اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ
■ ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 59/69 شمارہ نمبر 46 مورخہ ۴؍ربیع الآخر ۱۴۴۰ھ مطابق ۲؍دسمبر ۲۰۱۹ء روز سوموار

بین السطور

شہریت ترمیمی بل ۲۰۱۹ء

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

آج کل بہت سارے لوگ اپنی ہمہ دانی کے زعم میں مبتلا ہیں، حالاں کہ وہ متعلقہ موضوع کے الف، با سے بھی ناواقف ہیں، اس لیے جب یہ کہا جاتا ہے کہ ان آر سی (NRC) کے لیے مسلمانوں کو اپنے کاغذات تیار رکھنے چاہیے تو انہیں لگتا ہے کہ مسلمانوں کو اس حوالہ سے گمراہ کیا جارہا ہے، اور ہمارے قائدین ان آر سی اور شہری ترمیمی بل میں فرق نہیں کر رہے ہیں، اب ان ناواقف محققین اور صحافیوں کو کون بتائے کہ جن لوگوں کی عمریں اسی میدان میں کام کرتے گذری ہیں وہ اس کے فرق سے کس طرح ناواقف ہو سکتے ہیں، ایسے لوگ امیت شاہ کی زبان بول رہے ہیں، امیت شاہ نے راجیہ سبھا میں دونوں کے الگ ہونے کی بات کہہ دی اور بیان میں قصداً ہندو، لفظ کا استعمال نہیں کیا تو یہ سب تالیاں پیٹنے لگے، حالاں کہ دونوں الگ الگ ہونے کے باوجود ایک دوسرے سے انتہائی مربوط ہیں، اور امیت شاہ نے جس حکمت عملی کا اظہار کولکاتا کے اجلاس میں کیا تھا، اس سے یہ تعلق واضح ہوجاتا ہے، انہوں نے کہا تھا کہ ہم پہلے شہریت ترمیمی بل پاس کرائیں گے، پھر پورے ملک میں ان آر سی نافذ کریں گے، مطلب واضح ہے کہ ۱۹۵۵ء کے شہریت قانون میں ترمیم کی جائے گی اور ترمیم کا جو مسودہ زیر غور ہے اس میں صاف لکھا ہے کہ پاکستان، بنگلہ دیش اور افغانستان میں رہنے والی اقلیت کے افراد ہندو، سکھ، عیسائی، بدھسٹ، پارسی اور جینی جو ہندوستان آگئے اور وہ کم از کم چھ سالوں سے یہاں غیر قانونی طور پر زندگی گذار رہے ہیں، انہیں شہریت دی جائے گی، البتہ اس میں مغربی ممالک سے ہندوستان میں غیر قانونی طور پر رہ رہے لوگ شامل نہیں ہوں گے، حکومت نے اس بل کا جو مسودہ تیار کیا ہے اور جسے سیٹیزن شپ امنڈمنٹ ایکٹ (Citizenship Amendment Act) ۲۰۱۹ء کے نام سے جانا جائے گا، یہ بل پہلی بار ۱۹؍جولائی ۲۰۱۶ء کو پارلیامنٹ میں پیش ہوا تھا اور اسے ۱۲؍اگست ۲۰۱۶ء کو مشترکہ پالیمانی کمیٹی (جے پی سی) کے پاس بھیج دیا گیا تھا، کمیٹی نے ۷؍جنوری ۲۰۱۹ء کو اپنی رپورٹ پیش کر دی تھی، چنانچہ بلا تاخیر اگلے دن ۸؍جنوری ۲۰۱۹ء کو بل لوک سبھا میں منظور ہوگیا، لیکن سولہویں پارلیمان کی مدت ختم ہوگئی، اور راجیہ سبھا میں یہ منظور ہونے سے رہ گیا، جس کے نتیجہ میں یہ بل اپنی موت آپ مرگیا۔ راجیہ سبھا میں پاس نہ ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ ہوئی کہ لوک سبھا میں پاس ہوتے ہی شمال مشرقی ریاستوں میں بڑے پیمانے پر مظاہرے شروع ہوگیے، خود آسام میں ہندی بولنے والوں کے خلاف تشدد آمیز مہم میں ڈبروگڈھ میں ایک گاؤں کو نذر آتش کر دیا گیا، کئی لوگ مرے اور ان گنت لوگ زخمی ہوئے، لوگ اپنی جان بچا کر جنگل میں پناہ لینے پر مجبور ہوگیے، اگر یہ بل پاس ہوجاتا تو یہ آگ اور پھیلتی، اس لیے حکومت نے اس وقت اسے سرد بستے میں ڈالنے میں ہی عافیت سمجھی۔

اس بل کا نمبر ۲۰۱۶، سی ۲۷۱ تھا، اب جو بل آرہا ہے اس کے الفاظ پر ایک نظر ڈال لیں، ۱۹۵۵ء کے شہریت قانون سکشن (۲) سب سکشن (ا) کلاؤز بی (B) کے بعد یہ جملے جوڑے جائیں گے۔

"Provided that persons belonging to minority communities, namely, Hindus, Sikhs, Buddhists, Jains, Parsis and Christians from Afghanistan, Bangladesh and Pakistan, who have been exempted by the Central Government by or under clause (c) Short title and commencement. Amendment of section 2. Bill No. 172-C of 2016 57 of 1955. 5 10 AS PASSED BY LOK SABHA ON 08.01.2019 2 of sub-section (2) of section 3 of the Passport (Entry into India) Act, 1920 or from the application of the provisions of the Foreigners Act, 1946 or any order made thereunder, shall not be treated as illegal migrants for the purposes of that Act: Provided further that on and from the date of commencement of the Citizenship (Amendment) Act, 2019, any proceeding pending against any person referred to in the first proviso shall be abated and such person shall be eligible to apply for naturalisation under section 6."

(" افغانستان، بنگلہ دیش اور پاکستان کے اقلیتی طبقات سے تعلق رکھنے والے ہندو، سکھ، بودھ، جین، پارسی اور عیسائی جن کو مرکزی حکومت کے ذریعہ پاسپورٹ (ہندوستان میں داخلہ) ایکٹ ۱۹۲۰ء کے دفعہ ۳ کے ذیلی دفعہ (۲) کے جزو (C) کے تحت یا فارنرز ایکٹ ۱۹۴۶ء کے ضابطوں کے نافذ ہونے سے یا کسی بھی حکم کے تحت ان کو مستثنیٰ کیا گیا ہو، ان کو اس ایکٹ کے اغراض کے مطابق غیر قانونی تارک وطن نہیں قرار دیا جائے گا" مزید برآں سٹیزن شپ (امینڈمنٹ) ایکٹ ۲۰۱۹ء کے نافذ العمل ہونے کی تاریخ سے کوئی بھی کارروائی جو اس شخص کے خلاف ہو جس کا ذکر پہلے ضابطہ میں کیا گیا ہے، زیر التوا ہو، تو اس کو ختم کر دیا جائے گا اور وہ شخص دفعہ ۶؍کے تحت فطری طور پر شہری ہونے کے لیے درخواست دینے کا اہل ہوجائے گا۔)

سکشن ۷ڈی میں نمبر شمار ۴ کے تحت یہ ترمیم کی جائے گی۔

4. In the principal Act, in the Third Schedule, in clause (d), the following proviso shall be inserted, namely:- "Provided that for the persons belonging to minority communities, namely, Hindus, Sikhs, Buddhists, Jains, Parsis and Christians from Afghanistan, Bangladesh and Pakistan, the aggregate period of residence or service of a Government in India as required under this clause shall be read as "not less than six years" in place of "not less than eleven years".'

(۴۔ پرنسپل ایکٹ کے تیسرے شیڈول میں جزو (d) کے اندر مندرجہ ذیل ضابطہ کا اضافہ کیا جائے "اس کلاؤز کے تحت افغانستان، بنگلہ دیش اور پاکستان کے اقلیتی طبقات سے تعلق رکھنے والے ہندو، سکھ، بودھ، جین، پارسی اور عیسائی قوم کے لوگوں کے لیے رہائش یا ہندوستانی حکومت کے تحت سرکاری نوکری کے لیے کل لازمی مدت کو اب "گیارہ سال سے کم نہ ہو" کی جگہ پر "چھ سال سے کم نہ ہو" پڑھا جائے۔)

ان ترمیمات کے بعد اس ملک میں رہنے والے ہندو، سکھ، بدھسٹ، جین، پارسی اور عیسائی رفیوجیوں کے لیے شہریت کا حصول آسان ہوجائے گا، رہ گیے مسلمان تو انہیں گھس پیٹھیے قرار دے کر ملک سے نکالنے کی قواعد شروع ہوگی، مانا کہ یہ کام حکومت کے لیے بھی بہت آسان نہیں ہوگا، لیکن اگر کئی دہائیوں سے رہ رہے مسلمانوں کو پناہ گزیں کیمپوں میں ہی ڈال دیا گیا تو یہ کم پریشانی کی بات ہوگی کیا؟ اس لیے ہمارے قائدین کاغذات کے درست کرانے کی ضرورت بتا رہے ہیں، شہریت ترمیمی بل پاس ہوتے ہی امیت شاہ ان آر سی کا کام پورے ملک میں شروع کرائیں گے اور شہریت ترمیمی بل کے سہارے مسلمانوں کے علاوہ دیگر مذاہب والے کو شہریت دے کر اپنا ووٹ بینک مضبوط کرلیں گے اور مسلمانوں کو پریشان کرنے کا آغاز کریں گے، یہ معاملہ مختلف بیانات کی روشنی میں دو اور دو چار کی طرح صاف ہے، شہریت ترمیمی بل لانے کا اصلاً یہی مقصد ہے۔

بہت سارے ناواقف محققین کا خیال ہے کہ ان آر سی ہی نہیں ہوگا، اس لیے کہ اس کام پر صرف آسام میں سولہ ہزار کروڑ روپے سے زیادہ خرچ ہوئے، پورے ملک میں ان آر سی کے لیے جو خطیر رقم خرچ ہوگی وہ کہاں سے آئے گی، سیدھا جواب ہے کہ حکومت جو کارپوریٹ گھرانوں کی منہ بھرائی کر رہی ہے اور اس کو سہولت دے رہی ہے، وہ کس دن کام آئیں گے؟ پارٹی فنڈ میں جس طرح وہ خطیر رقم دیتے رہے ہیں، اس کام کے لیے بھی رقم نکالیں گے، اور حکومت سے مراعات حاصل کرلیں گے، انہیں گھرانوں میں سے کوئی اس کام کا ٹھیکہ لے لے گا اور حکومت کی منشا کے مطابق کام کر کے وارے نیارے کر دے گا، اس کے علاوہ اگر کسی کام کو حکومت کرنا چاہتی ہے تو اس کے لیے فنڈ کی فراہمی کے دسیوں ذرائع ہیں، وہ کسی کام میں کٹوتی کر کے رقم اس طرف لگا دے گی۔

ایک اور ناواقف صحافی کا خیال ہے کہ ان دونوں قوانین کی زد میں مسلمان آتے ہی نہیں ہیں، اب اس پر ہم سوائے اس کے کیا کہہ سکتے ہیں کہ یہ بے وقوفوں کی دنیا میں رہنے کے مرادف ہے، سچی بات یہ ہے کہ دونوں کام صرف مسلمانوں ہی کے لیے کیے جا رہے ہیں، اس لیے بغیر خوف وہراس کے کاغذات درست کرنے کی طرف توجہ دیں۔

بلا تبصرہ

"سچائی یہ ہے کہ موجودہ سیاسی حالات میں سیاسی پارٹیوں کی موقع پرستی سے ہماری جمہوریت لہولہان ہے، ہندوستانی جمہوریت پختگی سے نچلی سطح پر آگئی ہے، عوام بدظن ہونے لگے ہیں کہ آیا ہم نے اس لئے ووٹ دیا تھا کہ سیاست داں عیش کریں، اپنے کے لئے کچھ بھی کریں، ایسے میں نہ صرف ان سی پی بلکہ تمام سیاسی پارٹیوں کو عوام کا اعتماد حاصل کرنا چاہئیے اور انہیں بدظن ہونے سے بچانا چاہئیے۔" (ہمارا سماج ۲۴؍نومبر ۲۰۱۹ء)

انمول باتیں

● اکثر سستے لوگ ہمیں زندگی کے انمول سبق دے جاتے ہیں ● اچھے تو سبھی ہوتے ہیں، بس پہچان بُرے وقت میں ہوتی ہے۔ ● آپ فرشتے بن جائیں تب بھی آپ کو بُرا کہنے والے لوگ موجود ہوں گے۔ ● خود میں قابلیت پیدا کریں، دوسروں میں نقص نکال کر قابل نہ بنیں ● زندگی میں برا وقت نہ آئے تو اپنوں میں چھپے ہوئے غیر اور غیروں میں چھپے ہوئے اپنے چھپے ہی رہتے ہیں۔ (حاصل مطالعہ)

اللہ کی باتیں --- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

قلم کی عظمت

قسم ہے قلم کی اور ان چیزوں کی جو وہ فرشتے لکھتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پروردگار کے کرم سے دیوانے نہیں ہیں اور آپ کے لئے بے انتہا اجر ہے (سورہ قلم:۳)

مطلب:۔ قرآن مجید کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قلم کی قسم کھائی ہے، کیونکہ قلم علم کو محفوظ کرنے اور دور دور تک پہونچانے کا سب سے موثر ذریعہ ہے، دنیا میں بڑے بڑے کام قلم کے ذریعہ ہی ہوتے رہے ہیں، لوگوں کی ذہنی وفکری آبیاری میں قلم کا بنیادی کردار رہتا ہے، اس لئے تاریخ کے ہر دور میں متعدد اصحاب فکر ونظر علماء نے مختلف علوم وفنون میں طبع آزمائی کی اور انتہائی ناسازگار حالات میں قلم کے ذریعہ علم کی اشاعت کی، بعض علماء کے بارے میں مؤرخین نے لکھا کہ وہ مستقل لکھنے کے لئے ہی وقف تھے، معجم البلدان کے مصنف یاقوت نے ابوریحان البیرونی کے بارے میں لکھا کہ البیرونی علم حاصل کرنے میں دن رات مشغول رہتے تھے، قلم کو ہاتھ سے اور آنکھ کو کتاب سے کبھی جدا نہیں کیا، اس طرح کے بے شمار واقعات تاریخ کے صفحات میں مل جائیں گے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ماضی میں بہت سے محققین کا قلم ودوات سے بڑا گہرا رشتہ وتعلق تھا، جنہوں نے قلم کے ذریعہ علم وتحقیق کا دریا بہایا، مگر افسوس ہے کہ عصر حاضر میں لکھنے کا یہ ذوق اور محنت وجفاکشی کا شوق مدہم پڑتا جارہا ہے، اور شاید یہی وجہ ہے کہ ماہر فن قلم کار کا فقدان ہوتا جارہا ہے، اگر ہمارے اندر مطالعہ کرنے اور لکھنے پڑھنے کا ذوق وجذبہ پیدا ہوجائے تو آج بھی حکماء اور عبقری شخصیتیں پیدا ہوں گی۔ اس آیت کی دوسری تفسیر یہ بیان کی گئی ہے کہ آیت میں قلم سے مراد وہ قلم ہے جس سے کائنات کی تقدیر لکھی گئی ہے، اس قلم تقدیر کے بارے میں حضرت عبادہ بن صامت کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ نے قلم پیدا کیا اور اس کو حکم دیا کہ لکھ، قلم نے عرض کیا، کیا لکھوں تو حکم دیا کہ تقدیر الٰہی کو، قلم نے حکم کے مطابق ابد تک ہونے والے تمام واقعات اور حالات کو لکھ دیا۔ اسی لئے حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے لکھا کہ آیت میں اگر قلم سے مراد تقدیر لیا جائے جو سب سے پہلی مخلوق ہے تو اس کی عظمت اور تمام چیزوں پر ایک برتری ظاہر ہے، اس لئے اس کی قسم کھانا مناسب ہوا اور اگر قلم سے مراد عام قلم لئے جائیں جس میں قلم تقدیر اور فرشتوں کے اقلام کے علاوہ انسانوں کے قلم بھی داخل ہیں تو اس لئے اس کی قسم کھائی گئی (معارف القرآن ج۸ص۵۳۱) آیت کے آخر میں مشرکین مکہ کے باطل نظریات کی تردید کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی کہ دنیا کے اولوالعزم مصلحین کو ہر زمانے کے شریروں نے برے القاب سے پکارا، لیکن تاریخ نے ان مصلحین کے اعلیٰ کارناموں پر بقاودوام کی مہر ثبت کی اور ان کو مجنون کہنے والوں کا نام ونشان باقی نہیں رہا، اس طرح قلم اور اس کے ذریعہ لکھی ہوئی تحریریں آپ کے ذکر خیر اور آپ کے بے مثال کارناموں اور علوم ومعارف کو ہمیشہ کے لئے روشن رکھیں گی اور آپ کو دیوانہ بتلانے والوں کا وجود صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ کر رہے گا۔

امید اور خوف کی حقیقت

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نوجوان کے پاس آئے اور وہ سکرات کے عالم میں تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے کو کیسا پارہے ہو تو اس نے عرض کیا اللہ کی قسم، اے اللہ کے رسول مجھے اللہ سے امید ہے اور اپنے گناہوں سے ڈر بھی رہا ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں اس جیسے وقت میں جس بندہ کے دل میں جمع ہوجاتی ہیں تو اللہ اسے وہ چیز عطا کردیتا ہے جس کی وہ اس سے امید رکھتا ہے اور اسے اس چیز سے محفوظ رکھتا ہے جس سے وہ ڈر رہا ہوتا ہے۔ (ترمذی شریف)

وضاحت:۔ امید اور خوف انسانی سرگرمیوں کا محور ہوتا ہے، اگر انسان کو دنیا کی ساری آسائشیں میسر ہوں، مال ودولت کی فراوانی اور ریل پیل ہو، جاہ ومنصب اور اقتدار کی اونچی کرسیاں ہوں، آرام دہ سواریاں ہوں، سب کچھ ہوتے ہوئے بھی اس کے دل میں بہت سے خدشات اور اندیشے پرورش پاتے رہتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ گردش ایام کے تیز وتند جھونکے ان کی آسائشوں کو خاک آلود بنادے، جب یہ کیفیت حدود سے تجاوز کرجاتی ہے تو انسان بے جا خوف وہراس میں مبتلا ہوجاتا ہے، اب وہ لرزتا ہے اور پست حوصلگی کا شکار ہوجاتا ہے، جس کو خوف سے تعبیر کیا گیا ہے، انسان کی دوسری حالت آرزو اور تمناؤں کی ہوتی ہے وہ اپنے مقصد کو پانے کے لئے مشکلات راہ کو رکاوٹ نہیں تصور کرتا ہے، ٹھوکریں کھاتا ہے لیکن راہ منزل کی طرف رواں دواں رہتا ہے، اور اپنے نشانے تک پہونچنے کے لئے آخری دم تک جدوجہد کرتا ہے، ایسے ہی لوگ کامیاب اور بامراد ہوتے ہیں اور ان کی پیشانی پر اقبال مندی عیاں ہوتی ہے، لیکن ہاں حد سے بڑھی ہوئی امید جو حالات سے بے خبری کو جنم دے وہ خودسری کا منبع ہوتی ہے، اور اس کے نتیجہ میں بے راہ روی پیدا ہوتی ہے، لیکن حدیث پاک اشارہ کیا گیا ہے کہ بندہ کے گمان کے مطابق فیصلہ ہوتا ہے، اس لئے انسان ہر وقت اللہ سے خیر وبھلاہی کی امید اور آخرت کی جوابدہی کا استحضار کرتا رہے اور اپنے اعمال وکردار کو کتاب وسنت کے آئینہ میں صیقل کرتا رہے اور اللہ سے اس کی رحمتوں اور بخششوں کا امیدوار رہے، گویا ایک طرف آخرت کے انجام سے ڈرتا رہے اور دوسری طرف انعام واکرام کا متمنی رہے، اگر کسی کے دل سے خوف خدا رخصت ہوجائے تو اس کی جگہ بہت سے خوف اور اندیشے جگہ بنالیتے ہیں، آج دنیا میں بیشتر طاغوتی طاقتیں مختلف خطرات کا خوف دلاکر ہمارا استحصال کرنا چاہتی ہیں، ہمیں ان حالات سے نہیں گھبرانا چاہئے بلکہ اللہ پر بھروسہ کرکے ایمان ویقین کو پختہ رکھنا چاہئے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

غیر مسلم کے ذریعہ نکاح:

ایک غیر مسلم کسی مسلمان لڑکے اور لڑکی کا نکاح کردے، یعنی دونوں لڑکے ولڑکی کی موجودگی میں کسی ایک کا وکیل بن کر دوسرے سے ایجاب وقبول کرادے، تو نکاح ہوگا یا نہیں؟

الجــــواب و باللّٰہ التــــوفیق

انعقاد نکاح کے لیے دو عاقل وبالغ مسلمان مرد یا ایک مرد ودوعورتوں کی موجودگی میں لڑکا اور لڑکی کے درمیان ایجاب وقبول کا پایا جانا ضروری ہے، خواہ یہ ایجاب وقبول لڑکا اور لڑکی باہم خود کرلیں یا کسی وکیل (نکاح خواں) کے ذریعہ کرائیں اور وکیل خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔ **و ینعقد متلبساً بإیجابمن احدهما و قبول من الآخر (الدر المختار؛ کتاب النکاح:۳/ ۶۹)**

و لا ینعقد نکاح المسلمین إلا بحضور شاهدین حرین عاقلین بالغین مسلمین رجلین او رجل و امرأتین عدولا کانوا او غیر عدول.(الهدایه؛ کتاب النکاح: ۲/ ۳۰۶)

ایجاب وقبول کرانے والے (نکاح خواں) کی حیثیت چونکہ محض معبر اور ترجمان کی ہوتی ہے، اور اس کا مسلمان ہونا شرط نہیں ہے، اس لیے اگر کسی غیر مسلم نے لڑکا اور لڑکی میں سے کسی کا وکیل بن کر ایجاب وقبول کرادیا تو شرعاً یہ نکاح صحیح ومنعقد ہوجائے گا، البتہ یہ سنت متوارثہ کے خلاف ہوگا، کیوں کہ نکاح حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری سنت ہے اور سنت عبادت کا درجہ رکھتی ہے، اس لیے اس کو سنت کے مطابق کسی مسلمان دیندار صالح آدمی کے ذریعہ انجام دینا زیادہ بہتر ہے۔

الوکیل فی باب النکاح لیس بعاقد بل هو سفیر عن العاقد و معبر عنه(بدائع الصنائع: ۲/ ۴۸۹)

و یندب اعلامه و تقدیم خطبة و کونه فی مسجد یوم جمعة بعاقد رشید (الدر المختار: ۴/ ۶۶)

تاڑی نکالنے کے لیے کھجور کا درخت کرایہ پر دینا:

قبرستان میں کھجور کے بہت سارے درخت ہیں، پاسی کو تاڑی نکالنے کے لیے کرایہ پر دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجــــواب و باللّٰہ التــــوفیق

کھجور کا درخت کسی پاسی کو اس مقصد کے لیے کرایہ پر دینا کہ وہ اس سے تاڑی نکالے گا شرعاً جائز نہیں ہے، کیوں کہ ایک تو اس میں استہلاک عین ہے جب کہ اجارہ کا انعقاد منافع پر ہوتا ہے اور دوسرا گناہ کے کاموں پر تعاون ہے، جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ’’**و لا تعاونوا علی الإثم و العدوان**‘‘(**سورة المائدة: ۲**)

تالاب میں مچھلیوں کی بیع:

میرے پاس ایک تالاب ہے جس میں ہم نے مچھلی پال رکھی ہے، مچھلی کے کاروباری ہر سال آتے ہیں اور ڈاک لگا کر خرید لیتے ہیں، سوال یہ ہے کہ تالاب میں رہتے ہوئے مچھلی کی بیع درست ہے یا نہیں؟

الجــــواب و باللّٰہ التــــوفیق

تالاب میں شکار سے قبل مچھلیوں کی بیع شرعاً درست نہیں ہے کیوں کہ اس میں غرر اور دھوکہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح مچھلیوں کی بیع سے منع فرمایا ہے، چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ ’’**لاتشتروا السمک في المآء فإنه غرر.(مسند احمد : ۱/ ۳۸۸، السنن الکبریٰ للبیهقی: ۸/ ۲۵۲)**

نیز بغیر حیلہ وکوشش اور بغیر جال کے ہاتھ سے مچھلیاں پکڑی نہیں جاسکتیں، اس لیے غیر مقدور التسلیم ہوئیں اور غیر مقدور التسلیم کی بیع بھی درست نہیں ہے۔ ’’**لا یجوز بیع السمک قبل أن یصطاد لأنه باع ما لا یملکه و لا فی حظیرة إذا کان لا یوخذ الا بصید لأنه غیر مقدور التسلیم.**‘‘(**هدایه کتاب البیوع : ۳/ ۵۱ باب البیع الفاسد**)

تالاب کرایہ پر دینا:

تالاب میں مچھلیوں کی بیع درست نہیں تو کیا ایسا کیا جاسکتا ہے کہ مچھلی کا کاروبار کرنے والے کے ہاتھ تالاب ہی ایک متعینہ مدت تک کے لیے کرایہ پر دے دیا جائے؟

الجــــواب و باللّٰہ التــــوفیق

تالاب کو کرایہ پر دینا اصلاً جائز نہیں ہونا چاہئے کیوں کہ اجارہ کا انعقاد دراصل منافع پر ہوتا ہے، نہ کہ عین پر اور تالاب وغیرہ کے اجارہ میں عین کا جو کہ پانی ہے، استہلاک پایا جاتا ہے، اسی وجہ سے متقدمین فقہائے احناف نے اس کو ناجائز قرار دیا، البتہ متاخرین احناف نے عموم بلوی اور تعامل ناس کی وجہ مچھلی پالنے کے لیے تالاب ونہر کو اجارہ پر لینے اور دینے کو جائز قرار دیا ہے۔

وإن استأجر النهر والقناة مع الماء لم یجز ایضالان فیه استهلاک العین اصلاً والفتویٰ علی الجواز لعموم البلویٰ...... و لو استأارضامع الماء تجوز تبعا(الفتاویٰ الهندیة: ۴/ ۴۴۱)

لہٰذا صورت مسئولہ میں حضرات متاخرین کے فتویٰ کے مطابق تالاب کرایہ پر دے سکتے ہیں، شرعاً جائز ہے۔

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 59/69 شمارہ نمبر 46 مورخہ ۴ر ربیع الآخر ۱۴۴۰ھ مطابق ۲ر دسمبر ۲۰۱۹ء روز سوموار

برہمن وادی سوچ

زمانہ بدل گیا، قدریں بدل گئیں، مسلمانوں کو ملچھ کہنے اور چھوا چھوت کی رسمیں بھی قصۂ پارینہ بن گئیں، لیکن برہمن وادی سوچ میں اب بھی کوئی بڑی تبدیلی نہیں آئی ہے، وہ آج بھی اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ کوئی شودر، دلت اور مسلمان سنسکرت کے مذہبی اشلوک پڑھے اور پڑھائے، انہیں یہ بات تو پسند ہے کہ محمد جان ان کے سنسکرت شعبہ میں جھاڑو لگانے کا کام کرے، لیکن سنسکرت شعبہ میں کوئی مسلمان پروفیسر انہیں سنسکرت پڑھائے، یہ انہیں منظور نہیں ہے، یہ واقعہ ہے ملک کی مشہور بنارس ہندو یونیورسٹی کا جہاں سنسکرت ودیا دھرم میں انتہائی قابل علمی شخصیت ڈاکٹر فیروز خان کی تقرری پر شعبۂ سنسکرت کے طلبہ نے ان سے پڑھنے سے انکار کر دیا ہے، ان کی ضد ہے کہ ہم کسی مسلمان سے سنسکرت جو ہماری مذہبی زبان ہے، اس کو نہیں پڑھ سکتے، اس معاملہ پر تعطل برقرار ہے، فیروز خان اس واقعہ سے اس قدر دلبرداشتہ ہیں کہ وہ یونیورسٹی نہیں آرہے ہیں، کانگریس کی جنرل سکریٹری پرینکا گاندھی واڈرا اور بہوجن سماج پارٹی سپریمو مایاوتی نے اپنے بیان میں اس صورت حال کی مذمت کی ہے اور کہا کہ زبانیں کسی خاص مذہب اور ذات کی نہیں ہوتیں، اس لیے اس تنازع کو قطعا جائز نہیں ٹھہرایا جاسکتا اور اس زبان میں تعلیم دینے کے لیے کسی ذات یا کمیونیٹی کے ٹیچر کی مخالفت غلط ہے، خلاف توقع آر اس اس نے بھی اس موقف کا اعلان کیا ہے، پھر ان طلبہ کے سر پر کس کا ہاتھ ہے جو پوری یونیورسٹی انتظامیہ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور پورے شعبہ میں درس وتدریس کے کام کو ٹھپ کر رکھا ہے۔ غور طلب مسئلہ ہے۔

اگر یہ معاملہ کسی ہندو سے متعلق مسلم یونیورسٹی علی گڈھ یا جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں پیش آتا تو ذرائع ابلاغ اب تک آسمان سر پر اٹھالیتا اور بحث ومباحثہ کے نام پر ان اداروں اور ذمہ داروں کے خلاف نفرت کا زہر بونے میں لگ جاتا، لیکن معاملہ چوں کہ بنارس ہندو یونیورسٹی کا ہے اور زد میں ایک مسلمان آرہا ہے، اس لیے ان کو اس موضوع پر کچھ لکھنا، بولنا ضروری نہیں معلوم ہوتا، غنیمت ہے کہ طلبہ نے پڑھنے سے انکار کیا ہے، ورنہ برہمن وادی سوچ تو یہ رہی ہے کہ اگر کوئی شودر اشلوک سن لے تو اس کے کان میں پگھلا ہوا شیشہ ڈال دیا جائے، یہ رویہ انتہائی شرمناک ہے، دیکھیے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔

اسی برہمن وادی سوچ کے نتیجہ میں ''زومیٹو'' کے ایک گاہک پنڈت امت شکلا نے لکھا تھا کہ ''مجھے کسی مسلم ڈیلیور بوائے سے کھانا ڈیلیور نہ کریں'' یہ آن لائن آرڈر تھا، زومیٹو نے اس کے آرڈر کو کینسل کرتے ہوئے لکھا کہ کھانے کا کوئی مذہب نہیں ہوتا (Food his not relegen) اس پر اتنا اور اضافہ کرلیں کہ زبان وادب کا بھی کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ اس کا دروازہ ہر اس شخص کے لئے کھلا ہے جس نے اس زبان میں مہارت پیدا کی ہے اور صلاحیت کا لوہا منوایا ہے یقیناً فیروز خاں ان میں سے ایک ہیں۔

اقتدار کی خاطر

سیاست میں آئی اخلاقی گراوٹ سے ہر کس وناکس واقف ہے، یہاں اخلاقی اقدار کے کوئی معنی نہیں رہ گیے ہیں، اس کی تازہ مثال مہاراشٹر میں فرناڈس کی سنیچر کو تشکیل پائی نئی حکومت تھی، جو رات کی تاریکی میں صدر جمہوریہ اور ریاستی گورنر کی مدد سے قائم کرلی گئی اور انتہائی رازداری کے ساتھ گورنر نے نئی حکومت کو رازداری کا حلف دلایا، گورنر نے صدر جمہوریہ کو صدر راج ختم کرنے کی سفارش کی، رات کو دفتر کھولوا کر صدر جمہوریہ نے صدر راج ختم کرنے کے آرڈر پر دستخط کردیے، روایتی طور پر یہ فیصلہ کیبنٹ کی میٹنگ کے بعد ہوتا ہے، وزیر اعظم نے اس کی بھی ضرورت نہیں سمجھی اور خود سے ہی صدر جمہوریہ کو صدر راج ختم کرنے کے سلسلے میں نوٹیفکیشن کے لیے کہہ دیا، گورنر ہاؤس اور صدر جمہوریہ کی آفس نے رات بھر اس کی روپ ریکھا بنائی، خدوخال طے کیے، وزیر اعظم نریندر مودی اور امیت شاہ ڈور ہلاتے رہے اور بے چارہ گورنر بھگت سنگھ کوشیاری نے انتہائی ہوشیاری سے صبح سویرے جب رات بھر کے تھکے ماندے سیاسی لیڈران محوخواب تھے اور دیر تک سونے کی اپنی روایت پر قائم تھے، ٹی وی پر مہاراشٹر میں بی جے پی کے وزیر اعلیٰ کے طور پر فرنڈس کے اور نائب وزیر اعلیٰ کے طور پر اجیت پوار کے حلف لینے کی خبریں آرہی تھیں، رات سونے کے وقت تک شیوسینا کی حکومت بننے کی بات طے ہوگئی تھی، قبل اس کے کہ نئے اتحاد کی اطلاع گورنر تک رسمی پہونچے، سارا کھیل الٹ گیا اور ان سی پی کے اجیت پوار نے اپنے چچا شرد پوار کو ایسی لنگی ماری کہ چچا چاروں خانے چت ہوگئے اور سیاست کے چانکیہ کو بھی یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا کچھ ہوگیا، عرضی سپریم کورٹ میں لگائی گئی اور ہنگامی سنوائی بھی اگلے روز ہوئی، دودن تک دونوں طرف سے قابل وکلاء نے قانون دانی اور زبان درازی کے جوہر دکھائے، کانگریس، این سی پی اور شیوسینا سے ایک سو باسٹھ ممبران کی پریڈ ہوٹل میں کرائی گئی، بی جے پی کی طرف سے خریداری کے بڑے دام لگائے گیے، اجیت پوار کوشش کرتے رہے کہ ان سی پی کے ارکان ٹوٹ کر حکومت میں ساتھ ہوجائیں، لیکن شرد پوار کی پکڑ اتنی سخت تھی کہ کوئی ٹس سے مس نہیں ہوا، لیکن عدالت عظمیٰ نے گورنر کے کام کاج کے طریقہ پر کوئی تبصرہ کرنا پسند نہیں کیا، اور حکومت سازی کے کام میں دخل اندازی سے بھی گریز کیا، اور فلورٹسٹ کے لیے ۲۷ر نومبر کی تاریخ مقرر کردی اور بالآخر فرنڈس اور اجیت پوار انتہائی ذلیل ورسوا ہوکر استعفیٰ دینے پر مجبور ہوئے، بی جے پی کے ایک لیڈر نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ ابھی بازار میں بہت ام ال اے ہیں، بازار لفظ پر دھیان دیجئے تو معلوم ہوگا کہ خرید بکری کا کام زوروں پر چلانے کا پروگرام تھا، بی جے پی کے پاس خریداری کے لیے موٹی رقم موجود ہے، گم نام باؤنڈ کے ذریعہ سب سے بڑی رقم اسی کو ہاتھ آئی ہے، حکومت ہے تو عہدے کی لالچ سے بھی کچھ لوگ ٹوٹ سکتے ہیں، آئندہ کیا ہوگا، اللہ جانے، لیکن اتنی بات پکی ہے کہ سیاست میں اخلاقی انارکی کا جو دور چل رہا ہے، اس نے ہندوستانی سیاست کو بین الاقوامی سطح پر رسوا کردیا ہے۔

شطرنج کے اس کھیل میں سب سے اہم مہرہ اجیت پوار رہے، انہیں نائب وزیر اعلیٰ کا حلف دلا کر عہدہ کی ہڈی منہہ میں ڈال دی گئی، ان کے پاس ان سی پی کے لیڈر چنے جانے کے وقت سارے ارکان سے کرائے گئے دستخط کی کاپی تھی، وہ انہوں نے گورنر کو پیش کردیا اور تاثر یہ دیا کہ ان سی پی کے سارے ممبران ہمارے ساتھ ہیں، تائید کے لیے گیارہ ممبران کو گورنر ہاؤس بھی لے گیے، جن میں سے کئی کو اندر کی کہانی بھی معلوم نہیں تھی، اسی لیے بعد میں جب شرد پوار نے میٹنگ بلائی تو صرف پانچ ممبر بشمول اجیت پوار میٹنگ سے غائب رہے، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اجیت پوار نے ایسا کیوں کیا؟ ایسا اس لیے کرنا پڑا کہ فرناڈس نے بار بار انتخابی مہم میں کہا تھا کہ ہماری حکومت آئی تو اجیت پوار کو جیل میں چکی پیسنی پڑے گی، اجیت اس ترحیب سے خائف تھے، نائب وزیر اعلیٰ کی کرسی تو انہیں شرد پوار بھی دے رہے تھے، لیکن شرد پوار خود بھی آئی بی کے نشانہ پر ہیں، اجیت پوار کو بچانا کس طرح ممکن ہوتا، اس لیے اجیت پوار نے پانسہ اپنا ہی نہیں بدلا، حکومت کا قبلہ وکعبہ بھی بدل کر رکھ دیا۔

اور دوسرے ہی دن نو معاملات میں نوے کروڑ کے گھپلے کی فائل بند ہوگئی اور انہیں کلین چٹ مل گئی لالواب تک سڑ رہے ہیں اور اجیت پوار نے ایک ہی چھلانگ میں فڑنویس کو ایسا گلے لگایا کہ نیا پار ہوگئی اور جب یہ مرحلہ طے ہوگیا تو اجیت پوار جو تنہا ہی شرد پوار کے خیمے سے الگ کھڑے تھے استعفیٰ دے کر الگ ہوگیے اور حکومت بہتر گھنٹے میں ہی بغیر فلورٹسٹ کے گر گئی اور ادھو ٹھاکرے کی قیادت میں نئی مخلوط حکومت نے حلف لے لیا، باخبر ذرائع کا کہنا ہے کہ یہ سارا ڈرامہ ان سی پی کے صدر شرد پوار نے ہی اسٹیج کیا تھا اس لئے کہ اگر فڑنویس کی حکومت سازی کے لئے اجیت پوار کھڑے نہیں ہوتے تو مہاراشٹر سے صدر راج کا خاتمہ بعجلت تمام نہیں ہوتا، اب موجودہ حکومت میں اس حکومت میں کانگریس، ان سی پی اور شیوسینا شامل ہے، ان تینوں نے ''مشترکہ پروگرام'' پر اتفاق کر کے حکومت قائم کی ہے، لیکن ہمیں خوش ہونے کا یہاں بھی کوئی موقع نہیں ہے، اس لئے کہ یہ ''بھان متی کا کنبہ'' ہے، جس کے دو انجن ہیں، دو انجن اگر الگ الگ سمت کے ہوں تو گاڑی کی رفتار سست ہوتی ہے، بلکہ رک جاتی ہے، کانگریس اور ان سی پی لفظ کی حد تک ہی سہی، سیکولر اپنے کو کہتے ہیں اور شیوسینا بی جے پی سے بھی زیادہ سخت ہے، اس کے ایجنڈا میں ہندو قدامت پسندی کے فروغ کے ساتھ مراٹھی اقدار کے تحفظ اور غیر مراٹھی لوگوں کو مہاراشٹر سے نکال باہر کرنا بھی ہے، اس لیے یہ حکومت کتنے دن چلے گی کہنا مشکل ہے، البتہ شرد پوار جیسے لوگ اس کی سرپرستی کریں گے تو شاید بہت جلد یہ مرحلہ سامنے نہ آئے کیونکہ شرد پوار خود چانکیہ ہیں اور امیت شاہ سے ہر اعتبار سے بڑے ہیں، تبھی تو امیت شاہ کو چاروں شانے چت کردیا، شرد پوار نے کہا تھا کہ یہ مہاراشٹرا ہے، گوا اور میگھالیہ نہیں ہے، اور انہوں نے جو کہا تھا وہ کر دکھایا، اللہ تعالیٰ اسی طرح ایک کو دوسرے سے ٹکرا کر تحفظ کے انتظام کرتا ہے، اگر ایسا نہ ہو تو مذہبی اقدار وعبادت گاہوں کو یہ لوگ ملیا میٹ کردیں، لیکن اللہ غالب اور قوی ہے اور اس کی تدبیریں تمام پر فائق اور اچھی ہیں۔

سعودی عرب کے نئے وزیر خارجہ

ہندوستانی سیاست میں ''آیا رام، گیا رام'' کی روایت پرانی ہے، لیکن یہ پالا اور پارٹی بدلنے کا شخصی فیصلہ ہوتا ہے، جہاں شاہی حکومت ہے وہاں اقتدار میں تبدیلی کا عمل بھی اسی انداز میں ہوتا ہے، سعودی عرب میں شاہی حکومت ہے، شاہ سلمان اور ان کے ولی عہد محمد بن سلمان کے دور میں وہاں بھی عہدیداروں کے سلسلہ میں ''آیا رام، گیا رام'' کی کہاوت ثابت ہوتی ہے، لیکن یہ شاہ سے زیادہ ان کے ولی عہد کے اشاروں پر ہو رہا ہے، دسمبر ۲۰۱۸ء میں وہاں کے وزیر خارجہ عادل الجبیر کو ہٹا کر ابراہیم بن عبد العزیز العساف کو وزیر خارجہ بنایا گیا تھا، لیکن وہ اپنی مدت ایک سال بھی پوری نہ کرسکے تھے کہ ان کے سارے اختیارات اور ذمہ داریاں ان سے واپس لے لی گئیں، اور اب نیا وزیر خارجہ شہزادہ فیصل بن عبد اللہ کو بنایا گیا ہے، اس سلسلہ کا ایک شاہی فرمان خادم حرمین شریفین شاہ سلمان بن عبد العزیز نے اکتوبر میں جاری کیا، شہزادہ فیصل کی بڑی خوبی موجودہ حکومت کی نظر میں یہ ہے کہ انہوں نے جرمنی میں سعودی سفیر اور واشنگٹن میں سیاسی مشیر کی حیثیت سے کام کیا ہے، ولی عہد محمد بن سلمان سعودی عرب کو تیزی سے مغربی قدروں کی طرف لے جانا چاہتے ہیں اور شہزادہ فیصل ان کے اس معاملہ میں بہتر معاون ثابت ہوسکتے ہیں، بار بار وزیر خارجہ کی تبدیلی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابھی سعودی عرب میں شاہ فہد تک جو اسلامی ذہن کام کر رہا تھا اس سے متأثر اور تربیت یافتہ لوگ بڑی تعداد میں موجود ہیں اور عہدوں کی لالچ ان کے پائے استقامت میں لرزش نہیں پیدا کر رہی ہے، اسی لئے جو محمد بن سلمان کی نئی سوچ کا ساتھ نہیں دے پاتا اسے عہدہ سے برطرف کردیا جاتا ہے، ایسے ہی لوگوں سے کچھ امید بندھتی ہے اور ایسا لگتا ہے کہ بادمخالف کے باوجود وہ ''قل ربی اللہ ثم استقم'' کی عملی تفسیر بننے کے لئے دنیاوی جاہ ومنصب اور عزووقار کو لات مارنے کو تیار ہیں، ایسے لوگ جب تک موجود ہیں، سعودی عرب کے حالات سے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں، وہاں حرمین شریفین ہے اور اس کی عزت وناموس کی حفاظت کے لئے اللہ کافی ہے، حسبنا اللہ و نعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر.

یادوں کے چراغ

مولانا محمد غزالی ندویؒ

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

امام بخاری ریسرچ اکیڈمی علی گڈھ اور ہفت روزہ الجمعہ میگزین کے بانی مدرسۃ العلوم الاسلامیہ کے نائب مہتمم اور استاذ مولانا محمد غزالی ندوی کا ۱۰/شوال ۱۴۴۰ھ مطابق ۴/جون ۲۰۱۹ء بروز جمعہ صرف ۳۸/سال کی عمر میں حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے انتقال ہوگیا، جنازہ دوسرے دن بعد نماز عصر علی گڈھ میں ہوا، ان کے ماموں اور خسر حضرت مولانا مفتی ثمین اشرف قاسمی امام مصلی الجتولہ بر دبئی یو اے ای نے جنازہ کی نماز پڑھائی، اور شوکت منزل قبرستان علی گڈھ میں تدفین عمل میں آئی، پس ماندگان میں والدین، اہلیہ، تین لڑکے اور ایک لڑکی کو چھوڑا۔

مولانا محمد غزالی ندوی بن جناب محمد محمود بن مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کی پیدائش ان کی نانی ہال مادھو پر سلطان پور ضلع سیتامڑھی میں ہوئی، تاریخ تھی ۷/نومبر ۱۹۸۰ء مطابق ا/محرم ۱۴۰۱ھ اور دن تھا جمعہ کا، دادا نے نام تمیز الدین عرف روح اللہ تجویز کیا، تاریخی نام مشہود ذکا غازی تھا جو ان کے ماموں قاری فطین اشرف کی تخریج تھی لیکن مشہور محمد غزالی سے ہوئے، مولانا کا آبائی وطن موجودہ ضلع مدھوبنی کا سمری گاؤں ہے، جو بسفی بلاک میں پڑتا ہے، مولانا کے والد نے تعلیم وتربیت کے لیے علی گڈھ کو وطن ثانی بنالیا، چنانچہ مولانا کی بھی اس علاقہ سے قلبی محبت وانسیت اس قدر پیدا ہوئی کہ وہی مولانا کا میدان عمل بن گیا اور وہیں کی مٹی میں سپرد خاک ہوئے۔

مولانا کی تعلیم کا آغاز بلکہ رسم بسم اللہ کی ادائیگی شمالی بہار کی معروف علمی، روحانی شخصیت مولانا قاری محمد طیب صاحب ناظم جامعہ عربیہ اشرف العلوم کنہواں سیتامڑھی نے کرائی، خانگی تعلیم کے بعد ابتدائی تعلیم میدک حیدر آباد سے حاصل کی، جہاں ان کے والد بسلسلۂ سرکاری ملازمت قیام پذیر تھے، والد صاحب کا تبادلہ دہلی ہوا تو وہ بھی ان کے ساتھ دہلی آگیے اور مدرسہ تجوید القرآن آزاد مارکیٹ دہلی کے شعبہ حفظ میں داخل کرائے گئے، ۱۹۸۹ء میں وہ دار العلوم ندوۃ العلماء کے مکتب چہارم میں داخل ہوئے، جہاں ان کے کئی ماموں اس زمانہ میں تعلیم حاصل کررہے تھے، مگر وہاں کی آب وہوا راس نہیں آئی، تو وہ اپنی نانی ہال لوٹ آئے اور اپنے بڑے ماموں مولانا محمد امین اشرف قاسمی کی نگرانی میں ان کے قائم کردہ ادارہ دعوۃ الحق میں تعلیم حاصل کرنے لگے، اس زمانہ میں میرے درسی ساتھی مولانا عبد الرزاق قاسمی مرحوم وہیں استاذ تھے، اور سالانہ امتحان لینے کے لیے مجھے بھی بلایا کرتے تھے، یاد آتا ہے کہ میں نے پہلی بار اس ننھے منھے خوبصورت بچے کو جس نے ابھی زندگی کے دس سال بھی پورے نہیں کیے تھے، یہیں دیکھا تھا، مولانا مرحوم نے دو سال اس مدرسہ میں گذارا، اور ۱۹۹۲ء میں تکیہ کلاں رائے بریلی چلے آئے، انہوں نے مدرسہ ضیاء العلوم کے ثانویہ رابعہ میں داخل ہوکر عالیہ اولیٰ تک یہیں تعلیم پائی اور وہ اپنے ہم عصروں میں ایک ذہین، محنتی اور اساتذہ کے پسندیدہ طالب علم کی حیثیت سے سامنے آئے، ۱۹۹۵ء میں وہ دار العلوم ندوۃ العلماء آگیے اور یہاں سے ۱۹۹۷ء میں عالمیت کرنے کے بعد ۱۹۹۸ء میں کلیۃ الشریعہ کے شعبہ تخصص فی الحدیث میں داخلہ لیا اور تکمیل کے پہلے ہی ۱۹۹۹ء میں ماریشش چلے گیے اور وہاں مسجد کی امامت کے ساتھ ایک اسکول میں تدریس کے فرائض انجام دینے لگے، ۲۰۰۰ء میں وہ ماریشش سے لوٹ آئے اور دار العلوم ندوۃ العلماء سے فضیلت کی تعلیم مکمل کی اور پھر موریشش چلے گیے، جہاں ۲۰۰۲ء تک خدمت انجام دیتے رہے، ۲۰۰۳ء کی ۲۰/جولائی کو ان کی شادی مفتی ثمین اشرف قاسمی مقیم دبئی کی دختر نیک اختر سے ہوگئی، مفتی صاحب ان کے ماموں بھی تھے، اس لیے ان کی ہدایت پر دبئی منتقل ہو گیے، یہاں خوانیج کی ایک مسجد الجتور میں امامت کے فرائض انجام دینے لگے، ۲۰۰۹ء تک ان کا قیام دبئی میں رہا، اس درمیان وہ اپنے فرائض منصبی کے ساتھ منتخب قیمتی کتابوں کی فراہمی میں لگے رہے، انہوں نے کتابیں جمع ہی نہیں کیں؛ بلکہ اس کے مطالعہ سے اپنے اندر علمی رسوخ اور حدیث وقرآن کے معانی ومطالب پر اپنی گرفت مضبوط کی، ۲۰۰۹ء کے آخر میں وہ اپنے وطن ثانی علی گڈھ چلے آئے، پہلے تجارت کی سنت ادا کی اور اسٹیشنری کی دوکان کے ذریعہ کسب معاش کرتے رہے، پھر مدرسۃ العلوم الاسلامیہ علی گڈھ سے وابستہ ہوکر تدریس کے فرائض انجام دینے لگے، ۲۵/جولائی ۲۰۱۶ء کو امام بخاری ریسرچ اکیڈمی کی بنیاد ڈالی اور کئی علمی تحقیقی کتابیں خود بھی اس ادارہ کے لیے تصنیف کیا اور اسے شائع کرکے علمی دنیا کی ضرورتیں پوری کیں، وہ مفید ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر ٹرسٹ کے قیام کا بھی ارادہ رکھتے تھے، لیکن زندگی نے وفا نہیں کیا، ان کے بعد ان کے رفقاء نے ان کی خواہش کے مطابق اس کی تکمیل کی، دوران طالب علمی وہ نومبر ۱۹۹۸ء میں سعودی عرب کے زیر انتظام حفظ وتجوید کے بین الاقوامی مسابقہ میں شریک ہوئے اور اندرون کعبہ انہیں نماز پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

مولانا محمد غزالی ندوی کم عمری میں بڑا کام کر گیے، وہ اپنے اساتذہ اور خاندان کے محبوب ومقبول فرد تھے، ان کا علم پختہ اور مطالعہ بڑا وسیع تھا، اس میں گہرائی بھی تھی اور گیرائی بھی، انہوں نے اپنے حسن اخلاق اور بہترین خدمات کے ذریعہ اپنے ہم عصروں اور رفقاء میں ممتاز مقام بنا لیا تھا، ان سے بڑی توقعات وابستہ تھیں، میں نے ان کی بعض کتابوں پر نقیب میں تبصرہ بھی لکھا تھا، لیکن ہمیں کیا معلوم تھا کہ یہ جواں سال اور جواں عزم عالم دین اتنی جلدی ہم سے رخصت ہو جائے گا، بے ساختہ نوک قلم پر پروفیسر ثوبان فاروقی مرحوم کا ایک شعر آ گیا جو انتہائی حسب حال ہے۔

ضد تھی جائیں گے آسمانوں میں
عمر تھی حوصلہ دکھانے کی

انہوں نے حوصلہ دکھایا اور آسمان میں جا بسے، اور ہم سب کو روتا بلکتا چھوڑ گیے، مہینوں بیت گیے، لیکن دل سے نہ ان کی یاد جاتی ہے اور نہ دبئی کی ملاقاتیں، بھلائے بھولتی ہیں، (بقیہ صفحہ ۱۰/پر)

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

انوار قمر

: ایڈیٹر کے قلم سے

مولانا سید مظاہر عالم قمر بن مولانا سید محمد شمس الحق بن محمد ابراہیم کا تعلق اس خانوادہ سے ہے جس نے نصف صدی سے زائد ویشالی ضلع میں تعلیم وتربیت، اصلاح معاشرہ اور سماج میں اعلیٰ اخلاقی اقدار کے فروغ کے لیے کام کیا ہے، یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے اور خود مولانا اس سلسلۃ الذہب کی مضبوط کڑی ہیں، مولانا کا ذہن ودماغ اسلامی افکار وخیالات کا مخزن ہے، اس لیے اس سے جو چیز باہر آتی ہے، خواہ وہ نثر میں ہو یا نظم میں، حمد ونعت، مناجات کی شکل میں ہو، یا غزلوں کے پیراہن میں، سب میں وہی جھلکتا، چھلکتا اور نکلتا ہے جو ان کے ذہن ودماغ میں محفوظ ہے، اس لیے ان کی نثر ونظم میں اسلامی اقدار، صالح خیالات اور پاکیزہ جذبات کی فراوانی ہے، ان کے موضوعات بہترین ہیں اور ان کا لب ولہجہ مقبول ہے، اس لیے ان کی نثری تحریر اور شعری تخلیقات قاری کو اپنی طرف کھینچتی ہیں، اور وقت کی قلت اور مشغولیات کی فراوانی میں بھی قاری انہیں پڑھنے کے لیے وقت نکالنے پر اپنے کو مجبور پاتا ہے، یقین نہ آئے تو مولانا سید مظاہر عالم قمر کی نثری تحریریں اور شعری تخلیقات کا مجموعہ انوار قمر کا مطالعہ کیجئے۔

''انوار قمر'' دوسو بتیس (۲۳۲) صفحات پر مشتمل مولانا کی تصنیف لطیف ہے، اس میں پیش لفظ اور مولانا کی مختصر سوانح ان کے قلم سے آپ بیتی کے طور پر درج ہے، جس سے مولانا کی زندگی کے مختلف گوشے ہمارے سامنے آتے ہیں، بقلم خود ہونے کی وجہ سے اس کے صحیح اور درست ہونے میں کلام نہیں، عموما آپ بیتی لکھنے والوں کی تحریریں ''در مدح خود می گویم'' کی مصداق ہوتی ہیں، لیکن مولانا کی اس تحریر میں ان کی تواضع، انکساری کا عکس جمیل ہمیں دیکھنے کو ملتا ہے، شاعرانہ تعلی سے پاک یہ تحریر ہمیں زندگی کے نشیب وفراز اور در وبست سے آگاہی بخشتی ہے۔

نثری تحریروں میں ''شعر وشاعری اسلامی نقطۂ نظر سے'' اور نعت فکر کائنات کی ابتدا دو بڑے اہم اور قیمتی مقالے اس مجموعہ میں شامل ہیں، ان مقالوں کا مطالعہ ہمیں اسلامی ادب کے خدوخال اور نعت نبی کے حوالہ سے مختلف ادوار میں کی گئی کوششوں سے واقف کراتا ہے، ان مقالوں سے مولانا کے علم کی گہرائی اور گیرائی کا پتہ چلتا ہے، مولانا اگر اس قسم کے مقالات پابندی سے لکھتے رہتے تو علم وادب میں بڑا قیمتی اضافہ ہوتا، لیکن مولانا کا اصل میدان تدریس تھا، اس میں انہوں نے اپنے جوہر دکھائے، اچھے شاگرد تیار کیے، فکر معاش میں سرگرداں رہے، اس لیے تحریر کے میدان میں بہت کام نہ کرسکے، جو کیے وہ بھی محفوظ نہیں رہے، جو محفوظ رہ گیا وہ ان کی صلاحیتوں کو جاننے اور سمجھنے کے لیے کافی ہے، یہ نثری تحریریں صفحہ ۴۷ تک پھیلی ہوئی ہیں۔

مولانا کی اس تصنیف پر ڈاکٹر ممتاز احمد خان، ابوسفیان سعید ندوی علیگ اور کامران غنی صبا کے تاثرات درج ہیں، جو سب کے سب مولانا کی تخلیقات کے مداح نظر آتے ہیں، ڈاکٹر ممتاز احمد خان نے لکھا ہے:

''وہ مضمون لکھتے ہوئے غیر ضروری تمہید اور بے محل تاثراتی گفتگو سے یکسر پرہیز کرتے ہیں، ان کی نثر واضح، شفاف، سادہ اور مربوط ہوتی ہے، وہ لفاظی اور طول کلام سے اجتناب کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کے مضامین پڑھتے ہوئے قاری نہ الجھتا ہے اور نہ اُوبتا ہے۔ ابوسفیان سعید ندوی علیگ اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ عربی مولانا مظہر الحق عربی وفارسی یونیورسٹی پٹنہ نے مولانا مظاہر عالم قمر کے نعتیہ کلام کے امتیازی خصوصیات پر روشنی ڈالی ہے، لیکن یہ روشنی ''تمنا مختصر سی ہے، مگر تمہید طولانی'' کی مصداق ہے، انہوں نے نعتیہ کلام پر لکھتے ہوئے سوا چار صفحات کی تمہید باندھی ہے اور صرف ایک سے ڈیڑھ صفحے میں مولانا کی نعتیہ شاعری پر جو کچھ لکھا ہے، اس میں ڈیڑھ پیراگراف خصوصیات پر مشتمل ہے اور باقی بس یوں ہی سا ہے، ڈاکٹر کامران غنی صبا مدیر اعزازی اردو ویسٹ جاپان اور معاون مدیر سہ ماہی دربھنگہ ٹائمز نے مولانا مظاہر عالم قمر کی شعری کائنات پر گفتگو کی ہے، اور اچھی کی ہے، انہوں نے اپنے اس مضمون میں مولانا کے کلام پر نظر ثانی کا تذکرہ بھی کیا ہے اور مولانا نے جس اصرار کے ساتھ انہیں یہ کام سونپا اس کی کہانی بھی اس تحریر میں آ گئی ہے۔

''انوار قمر'' کے شعری حصہ میں پانچ حمد ومناجات چھتیس (۳۶) نعتیں، تینتیس (۳۳) غزلیں، پندرہ (۱۵) نظمیں شامل ہیں، نظموں میں چار خراج عقیدت (جس میں دو میرے والد ماسٹر محمد نور الہدیٰ رحمانی (م ۲۰۱۷ء) اور میرے بڑے بھائی ماسٹر محمد ضیاء الہدیٰ ضیاء (م ۲۰۱۸ء) پر ہے، تین تہنیت نامہ، دوسہرا، ایک استقبالیہ، (میرے چوتھے سفر حج سے واپسی پر) ایک ترانہ، ایک دعوت نامہ (مولانا قمر عالم کے نام) ایک گاؤں نامہ اور ایک نظم جگنو پر ہے، حمد ونعت اور غزلوں کے موضوعات متعین ہیں، نظموں کی یہ تفصیل اس لیے درج کی گئی کہ ان میں تنوع ہے، مولانا نے بارگاہ قدس میں جو حمد اور مناجات لکھی ہے وہ بہت عمدہ ہے، لیکن مولانا کو احساس ہے کہ اللہ کی حمد وثنا اس کے شایان شان بندہ کرہی نہیں سکتا، اس کے اعلیٰ وارفع مدارج تک بندہ کی رسائی ہی نہیں ہوسکتی، اس لئے مولانا نے یہ کہہ کر سپر ڈال دیا ہے کہ

حمد تیری کیا کرے ناچیز بندہ یہ قمر
خشک ہے اس کا قلم اور ہے زباں بھی بے اثر

اور مناجات کا یہ شعر بھی دیکھئے۔

تجھ کو کیا نسبت ہے عیسیٰ اور موسیٰ سے قمر
تو ہے عاصی کر طلب اللہ کا فضل وکرم

مولانا قمر کی نعتیہ شاعری کی بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ نعت اور مناجات میں فرق ملحوظ رکھتے ہیں، آج کی نعتیہ شاعری کے ڈانڈے مناجات سے مل جاتے ہیں، (بقیہ صفحہ ۱۰/پر)

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فراست کے چند واقعات

مفتی امانت علی قاسمی

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالی نے بے پناہ فراست وذکاوت سے نوازا تھا، امام صاحب مشکل سے مشکل مسئلہ کو اتنی آسانی سے حل فرماتے تھے کہ بڑے بڑے علم وفن کے تاجدار بھی حیران وششدر رہ جاتے تھے، یہی وجہ ہے کہ وقت کے جبال العلم علماء اور فقہ وحدیث کے آفتاب وماہتاب نے آپ کی ذہانت، حاضر جوابی اور فراست وذکاوت کا اعتراف کیا ہے، اور نہ صرف آپ کے معتقدین؛ بلکہ معاصرین اور متعصبین نے بھی اس حقیقت کا اظہار کیا ہے۔ عبداللہ ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو فہم وفرست میں ابوحنیفہؒ سے بڑھ کر نہیں پایا ہے، آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر ابوحنیفہؒ کی عقل کو نصف اہل زمین کی عقل سے تولیں تو ابوحنیفہؒ کی عقل غالب آجائے گی، ہارون رشید نے جب امام صاحب کے بارے میں سنا تو فرمایا کہ ابوحنیفہ اپنے دل کی آنکھوں سے وہ چیز دیکھ لیتے ہیں جو ہم اپنے سر کی آنکھوں سے نہیں دیکھ پاتے ہیں، یزید بن ہارون کہتے ہیں کہ میں بہت سے لوگوں سے ملا؛ لیکن میں نے امام ابوحنیفہ سے زیادہ عقلمند کسی کو نہیں پایا، امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ عورتوں نے ابوحنیفہؒ سے زیادہ کسی کو عقلمند پیدا نہیں کیا۔ تاریخ کی کتابوں میں امام صاحب کی ذہانت وذکاوت اور فہم وفراست کے بہت سے حیران کن واقعات مذکور ہیں، امام صاحب کی فراست کے ان واقعات سے علمی وفقہی مسائل کی گرہ کشائی کے راستے معلوم ہوتے ہیں، نیز یہ واقعات ہمیں غور وفکر کی دعوت دیتے ہیں اور فکر صحیح وفکر سلیم کی طرف رہنمائی کرتے ہیں، ذیل میں چند واقعات نقل کیے جاتے ہیں، جن سے امام صاحب کا علمی تبحر، جامعیت، کاملیت، قوتِ استحضار اور مجتہدانہ شان چھلکتی نظر آتی ہے۔

امام صاحب کا حکیمانہ فیصلہ: کوفہ کے ایک شخص نے بڑے دھوم دھام سے ایک ساتھ اپنے دو بیٹوں کی شادی کی، ولیمہ کی دعوت میں تمام اعیان واکابر موجود تھے، مسعر بن کدام، حسن بن صالح، سفیان ثوری، امام اعظمؒ بھی شریک دعوت تھے، لوگ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے کہ اچانک صاحب خانہ بدحواس گھر سے نکلا اور کہا ''غضب ہوگیا'' زفاف کی رات عورتوں کی غلطی سے بیویاں بدل گئی جس عورت نے جس کے پاس رات گزاری وہ اس کا شوہر نہیں تھا۔

سفیان ثوری نے کہا امیر معاویہؓ کے زمانے میں ایسا واقعہ پیش آیا تھا، اس سے نکاح پر کچھ فرق نہیں پڑتا ہے؛ البتہ دونوں کو مہر لازم ہوگا، مسعر بن کدام، امام صاحب کی طرف متوجہ ہوئے کہ آپ کی کیا رائے ہے، امام صاحب نے فرمایا پہلے دونوں لڑکے کو بلایا جائے تب جواب دوں گا، دونوں شوہر کو بلایا گیا امام صاحب نے دونوں سے الگ الگ پوچھا کہ رات تم نے جس عورت کے ساتھ رات گزاری ہے، اگر وہی تمہارے نکاح میں رہے کیا تمہیں پسند ہے؟ دونوں نے کہا: ہاں! تب امام صاحب نے فرمایا: تم دونوں اپنی بیویوں کو جن سے تمہارا نکاح پڑھایا گیا تھا، اسے طلاق دے دو اور ہر شخص اس سے نکاح کرلے جو اس کے ساتھ ہم بستر رہ چکی ہے۔ حضرت سفیان ثوریؒ نے جو جواب دیا تھا مسئلہ کے لحاظ سے وہ بھی صحیح تھا، وطی بالشبہ کی وجہ سے نکاح نہیں ٹوٹتا ہے؛ مگر امام صاحب نے جس مصلحت کو پیش نظر رکھا، وہ ان ہی کا حصہ تھا؛ اس لیے کہ وطی بالشبہ کی وجہ سے عدت تک انتظار کرنا پڑتا جو اس وقت ایک مشکل امر تھا پھر عدت کے زمانے میں ہر ایک کو یہ خیال گزرتا کہ میری بیوی دوسرے کے پاس رات گزار چکی ہے، اور اس کے ساتھ رہنے پر غیرت گوارہ نہ کرتی اور نکاح کا اصل مقصد الفت ومحبت، اتحاد واعتماد بڑی مشکل سے قائم ہو پاتا۔

امانت کے منکر نے امانت واپس کردی: ایک صاحب کوفہ میں ایک شخص کے پاس کچھ امانت رکھ کر حج کو گئے اور واپسی پر انھوں نے اپنی امانت واپس طلب کی تو اس شخص نے انکار کردیا، وہ سیدھا امام صاحب کے پاس حیران وپریشان گیا اور اپنا حال بیان کیا، آپ نے اس شخص سے فرمایا: ابھی اس واقعہ کو کسی سے بیان مت کرنا اور اس شخص کو اپنے پاس بلوایا اور اس سے تنہائی میں فرمایا کہ ان دنوں چند اشخاص میرے پاس اس مشورہ کے لیے آئے ہیں کہ کون شخص قضائی لیاقت رکھتا ہے؟ اگر تو پسند کرتا ہے تو میں تیرے لیے سفارش کردوں گا اس نے بظاہر کچھ انکار کیا؛ لیکن عہدہ کی ہوس سے آخر راضی ہوگیا، امام صاحب نے اس کو رخصت کردیا اور امانت رکھانے والے کو بلا کر کہا: تو اب جا کر اپنی امانت طلب کرلے، مل جائے گی، جب اس نے جا کر دوبارہ امانت طلب کی تو اس نے اس خیال سے کہ میری بددیانتی کا شہرہ ہوجائے گا اور عہدۂ قضاء سے محروم ہوجاؤں گا، اس نے امانت واپس کردی، بعد میں امام صاحب کے پاس عہدۂ قضاء کا طالب ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہ عہدہ تیرے مرتبہ سے کم ہے، اس سے بڑے عہدہ کے لیے میں خیال رکھوں گا۔

ایک عجیب وغریب تدبیر: امام طحاوی نے لیث بن سعد سے روایت کی کہ میں امام صاحب کا ذکر سنتا تھا، پھر مجھے امام صاحب کو دیکھنے کی تمنا ہوئی اچانک میں نے دیکھا کہ لوگ ایک شخص کے پاس بھیڑ لگائے ہوئے ہیں، میں ادھر متوجہ ہوا تو ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا: اے ابوحنیفہ! میں سمجھ گیا کہ یہ وہی ابوحنیفہ ہیں، اس آدمی نے کہا کہ میں مالدار آدمی ہوں، میرا ایک لڑکا ہے، میں اس کی شادی کرتا ہوں اور بہت سارا مال خرچ کرتا ہوں؛ مگر وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے اور اس طرح میرا مال برباد ہوجاتا ہے، اس کی کوئی تدبیر ہے؟ امام صاحب نے فوراً فرمایا: اس کو غلاموں کے بازار میں لے جاؤ جب وہ کسی باندی کو دیکھنے لگے تو تم اس باندی کو اپنے لیے خرید کر اس کے ساتھ نکاح کرادو، اگر وہ طلاق دے گا تو وہ تمہارے ملک میں رہے گی اور اگر آزاد کرے گا تو اس کا عتق جائز نہ ہوگا۔ لیث بن سعد کہتے ہیں خدا کی قسم! ان کا صحیح اور برجستہ جواب دینا مجھے بہت پسند آیا۔

حضرت امام ابویوسف کی تنبیہ: خطیب بغدادی نے محمد بن سلمہ سے اور ابوعبداللہ صیمری نے فضل بن غانم سے روایت کی ہے کہ امام ابویوسف بیمار ہوگئے تو امام صاحب نے ان کی متعدد بار عیادت کی، آخری بار جب عیادت کے لیے تشریف لے گئے تو ان کو بہت کمزور پایا تو انا للہ پڑھا اور فرمایا: تمہارے بارے میں توقع ہے کہ تم میرے بعد مومنین کے لیے موجود رہوگے اور تمہاری موت کی مصیبت مومنین پر آئی تو تمہارے ساتھ علم کا بڑا ذخیرہ ضائع ہوجائے گا۔

ایک روایت یہ ہے کہ امام صاحب نے فرمایا اگر نوجوان مرگیا تو کوئی نہیں ہے جو اس نوجوان کی جگہ پر کرسکے، یہ خبر امام ابویوسفؒ کو پہونچ گئی، ادھر اللہ کے فضل سے شفاء ہوگئی تو دل میں عجب پیدا ہوگیا اور علم فقہ کی الگ مجلس قائم کرلی اور امام صاحب کی مجلس میں جانا چھوڑ دیا لوگوں کی توجہ ان کی طرف بھی ہوگئی، امام صاحب نے ان کے بارے میں لوگوں سے معلومات کیں تو لوگوں نے بتایا کہ انھوں نے اپنا حلقۂ درس قائم کرلیا ہے، امام صاحب نے ایک آدمی کو بلایا اور فرمایا کہ ابویوسف کی مجلس میں جاؤ اور معلوم کرو کہ ایک آدمی نے دھوبی کو دو درہم کے عوض کپڑا دھونے کے لیے دیا، کچھ دنوں کے بعد جب دھوبی کے پاس کپڑا لینے گیا تو دھوبی نے کپڑے کا ہی انکار کردیا اور کہا تمہاری کوئی چیز میرے پاس نہیں ہے، وہ آدمی واپس آگیا پھر دوبارہ اس کے پاس گیا اور اپنا کپڑا طلب کیا تو دھوبی نے دھلا ہوا کپڑا واپس اسے کردیا، اب دھوبی کو اجرت ملنی چاہیے یا نہیں؟ اگر وہ کہیں: ہاں ملنی چاہیے! تو کہنا: آپ سے غلطی ہوگئی اور کہیں اس کو اجرت نہیں ملنی چاہیے! تو بھی کہنا: غلط! وہ آدمی امام ابویوسف کی مجلس میں گیا اور مسئلہ معلوم کیا، امام ابویوسف نے فرمایا: اجرت واجب ہے، اس آدمی نے کہا: غلط! امام ابویوسف نے غور کیا پھر فرمایا: اس کو اجرت نہیں ملنی چاہیے! اس آدمی نے پھر کہا: غلط! امام ابویوسف فوراً اٹھے اور امام صاحب کی مجلس میں پہونچ گئے، امام صاحب نے فرمایا: معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو دھوبی کا مسئلہ لایا ہے، ابویوسف نے عرض کیا: جی ہاں، امام صاحب نے فرمایا: سبحان اللہ! جو شخص اس لیے بیٹھا ہو کہ لوگوں کو فتوی دے، اس کام کے لیے حلقۂ درس جمالیا، اللہ کے دین میں گفتگو کرنے لگا اور اس کا مرتبہ یہ ہے کہ اجارہ کے ایک مسئلہ کا صحیح جواب نہیں دے سکتا، امام ابویوسف نے عرض کیا: حضرت صحیح جواب بتادیجیے؟ امام صاحب نے فرمایا: اگر اس نے دینے سے انکار کے بعد دھویا تو اجرت کا استحقاق نہیں ہے، کیونکہ اس نے اپنے لیے دھویا ہے اور اگر غصب سے پہلے دھویا تھا تو اس کو اجرت ملے گی؛ اس لیے اس نے مالک کے لیے دھویا تھا۔ (تذکرۃ النعمان ص:۳۲۲)

دفینہ مل گیا: امام ابویوسف سے روایت ہے کہ ایک شخص امام ابوحنیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے کچھ مال گھر میں دفن کیا تھا؛ لیکن جگہ بھول گیا کہ کہاں دفن کیا تھا؟ امام صاحب نے فرمایا: تو میں کس طرح بتا سکتا ہوں؟ یہ سن کر وہ آدمی رونے لگا، امام صاحب نے اپنے تلامذہ سے کہا میرے ساتھ اس کے گھر پر چلو، وہ آدمی سب کو لے کر اپنے گھر پر آیا، امام صاحب نے فرمایا: تم سوتے کہاں تھے اور کپڑے کہاں رکھتے تھے؟ وہ آدمی ایک کمرے میں لے گیا، اب امام صاحب نے اپنے شاگردوں سے کہا اگر یہ گھر آپ لوگوں کا ہوتا اور کچھ دفن کرنا ہوتا تو کہاں دفن کرتے؟ ایک نے کہا: یہاں، دوسرے نے کہا: وہاں، اس طرح پانچ جگہوں کی نشان دہی کی گئی، امام صاحب نے ان جگہوں پر کھودنے کا حکم دیا؛ چنانچہ تیسری جگہ کھودنے پر مال نکل آیا، امام صاحب نے اس آدمی سے کہا: اللہ تعالی کا شکر ادا کر، اس نے تیرا مال لوٹا دیا۔ (تذکرۃ النعمان، ص:۹۳۲)

ضحاک ہکّا بکّا رہ گیا: ابوولید طیالسی سے روایت ہے کہ ضحاک شاری کوفہ آیا اور امام صاحب سے کہا: توبہ کرو، امام صاحب نے فرمایا: کس چیز سے؟ اس نے کہا حَکَم کو جائز قرار دینے سے، امام صاحب نے اس سے فرمایا: تو مجھے قتل کرے گا یا مناظرہ؟ اس نے کہا: مناظرہ، تو امام صاحب نے فرمایا اگر کسی چیز میں ہمارا، تمہارا اختلاف ہو تو فیصلہ کون کرے گا؟ اس پر ضحاک نے کہا: تم جس کو چاہو فیصل بنالو، امام صاحب نے اس کے ساتھیوں میں سے ایک شخص سے کہا: بیٹھ جاؤ جس چیز میں ہمارا اختلاف ہو فیصلہ کرنا! پھر ضحاک شاری سے فرمایا: میرے اور اپنے درمیان اس کے حکم ہونے پر راضی ہو؟ اس نے کہا ہاں، تو امام صاحب نے فرمایا: پھر تو تم نے خود ہی تحکیم کو جائز قرار دے دیا، اس پر ضحاک ہکّا بکّا رہ گیا (تذکرۃ النعمان، ص:۶۳۲)

قسم سے بچنے کی تدبیر: مناقب زرنجری میں ہے کہ ایک شخص نے قسم کھائی اگر میں انڈا کھاؤں تو میری بیوی کو طلاق، اتفاق سے اس کی بیوی آستین میں رکھ کر انڈا لائی، اس نے کہا جو کچھ تیری آستین میں ہے اسے اگر نہ کھاؤں تو تمہیں طلاق، اس کو معلوم نہیں تھا کہ آستین میں انڈا ہی ہے، امام صاحب سے مسئلہ پوچھا گیا کہ کس طرح یہ آدمی اپنی قسم سے بری ہوسکتا ہے؟ امام صاحب نے فرمایا: انڈے مرغی کے نیچے رکھے جائیں، جب بچے نکل آئیں تو ذبح کرکے، بھون کر کھائے یا پکا کر شوربا پی لے تو حانث نہ ہوگا، اس طرح جو کچھ آستین میں تھا، اسے کھالے خول اور چھلکے کا اعتبار نہیں؛ اس لیے کہ یہ کھائے نہیں جاتے ہیں۔ (تذکرۃ النعمان ۳۵۲)

حسن تدبیر کی بہترین مثال: ابوبکر محمد بن عبداللہ نے روایت کی ہے کہ ''لولویہ'' قبیلہ کے چند لوگ کوفہ آئے، ان میں سے ایک کی بیوی بہت خوصورت تھی، ایک کوفی شخص اس سے چمٹ گیا اور دعوی کیا کہ یہ میری بیوی ہے، عورت نے بھی کہہ دیا کہ میں اس کی بیوی ہوں، دوسری طرف لولوی نے بھی دعوی کہ یہ میری بیوی ہے؛ لیکن گواہ نہیں پیش کرسکا، امام صاحب کے سامنے مسئلہ پیش ہوا، امام صاحب قاضی ابن ابی لیلیٰ اور دیگر علماء کو ساتھ لے کر وہاں گئے اور کچھ عورتوں کو حکم دیا کہ لولوی کے خیمہ میں جائیں، جب عورتیں قریب گئیں تو لولوی کے کتے نے حملہ کردیا عورتیں واپس ہوگئیں، پھر امام صاحب نے اس عورت کو لولوی کے خیمہ میں جانے کا حکم دیا، جب وہ عورت قریب گئی تو کتا اس کے چاروں طرف دم ہلا ہلا کر گھومنے لگا، امام صاحب نے فرمایا: حق ظاہر ہوگیا، تب عورت نے بھی اعتراف کرلیا اور مرد کے سامنے جھک گئی۔ (تذکرۃ النعمان، ص:۵۵۲)

اب سلطان ٹیپوؒ کے خلاف سازش

پروفیسر اخترالواسع

ہندوستان میں کچھ دنوں سے نہ جانے کیوں کچھ حکمرانوں اور کچھ فرقہ پرستوں کو مسلم ناموں والے شہروں، مسلم شخصیات کے ناموں سے معنون عمارتوں اور شاہراہوں کے ناموں کو بدلنے کا خمار چڑھ آیا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے جملہ نام ونشانات کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے، اس سے بھی ایک قدم اور آگے بڑھاتے ہوئے کرناٹک کے بی جے پی سرکار نے اعلان کیا ہے کہ شہید ٹیپو سلطان کی یاد میں اب کوئی تقریب منعقد نہیں کی جائے گی اور نہ ہی انہیں ملک کا ہیرو تسلیم کیا جائے گا، بھارتیہ جنتا پارٹی کی قیادت کے دل میں کیا ہے اس کا تو پتہ نہیں مگر افسوس تو اس بات پر ہوتا ہے کہ شہید سلطان ٹیپو جیسے محبّ وطن کو خوداسی کی ریاست میں اس درجہ ناقدری کی جائے گی، کسی نے سوچا بھی نہ تھا۔ اب تو سلطان ٹیپو کو غیر سیکولر جبری طور پر اسلام قبول کرنے پر مجبور کرنے والا اور ہندوؤں کا مخالف قرار دیئے جانے کی سازش کی جارہی ہے، تشویش اس بات کو لے کر ہے کہ اب اس قسم کا نظریہ اور رویہ اس ملک کی گنگا جمنی تہذیب وروایتوں کو جلد ہی خاک میں ملا دے گا، گذشتہ دنوں کرناٹک حکومت کو ایک تحریری تجویز پیش کی گئی تھی جس میں مطالبہ کیا گیا تھا کہ اسکولوں میں پڑھائی جانے والی کتابوں سے ٹیپو سلطان کی شخصیت پر مضمون کو حذف کر دیا جائے، اس مہم کے چلانے والوں کا دعوی ہے کہ سلطان ٹیپو قاتل، ہندوؤں کا دشمن اور مندر مخالف تھا، اس لئے ان کی شخصیت بچوں کے ذہن پر منفی اثر ڈالے گی۔ ٹیپو سلطان پر الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے اپنے عہد میں بہت سے ہندوؤں کو قتل کیا، اور بہت سے مندروں کو پامال کیا۔

سلطان ٹیپو کے خلاف مہم چلانے والی گرچہ بہت سی فرقہ پرست تنظیمیں ہیں، لیکن فی الحال بی جے پی کے رکن پارلیامنٹ شوبھا کرانڈلاجے پیش پیش ہیں، انہوں نے میڈیا کو بیان دیتے ہوئے یہ بھی کہا ہے کہ ٹیپو سلطان جنونی مسلمان تھا، ان کو سیکولزم سے کچھ لینا دینا نہیں تھا، بلکہ وہ ہندو مخالف حکمراں تھا، اس لئے ان کی جینتی کبھی نہ منائی جائے، بی جے پی اور اس کی معاون جماعتیں جس طرح سلطان ٹیپو کی منفی شبیہ پیش کررہی ہیں وہ نہایت تکلیف دہ ہے، حقیقت یہ ہے کہ سلطان ٹیپو ایک انصاف پسند حکمراں تھے، فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور خیر سگالی کے پیروکار تھے، اوران پر جتنے الزامات لگائے جارہے ہیں یہ سب حقیقت سے کوسوں دور ہیں۔ ٹیپو سلطان کے غیر مسلم سوانح نگاروں نے ان کی کشادہ دلی کا ذکر کیا ہے، اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ کئی مواقع پر انہوں نے مندر تعمیر کے لئے زمینیں عطیہ کی ہیں۔ ان پر طرح طرح کے الزامات لگا کر دراصل کچھ لوگ ملک کی فضا بگاڑنا چاہتے ہیں، اور ووٹوں کی صف بندی ان کا اصل مقصد ہے، حیرانی اس بات پر ہے کہ وطن کے لئے سب کچھ قربان کردینے والی اس عظیم المرتبت شخصیت سے موجودہ عہد کے کچھ حکمراں اس لئے تعصب رکھتے ہیں کہ وہ مسلمان تھے، جب کہ ٹیپو سلطان شہید کو محض مسلمان کہہ کر نظر انداز کردینا ان کی توہین ہے، کیونکہ وہ صرف مسلمان ہی نہیں تھے بلکہ وہ اس ملک کے ہیرو تھے، جن کی ہر قربانی اس ملک کے لئے تھی، انگریزوں کے چھکے چھڑانے والا وہ ایسا مجاہد آزادی جن کو زیر کرنے کے لئے پوری طاقت لگا دی گئی تھی، یہ وہی ٹیپو سلطان شہید تھے جنہوں نے کہا تھا کہ ''شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے''۔

ٹیپو نے انگریزوں سے لڑنے کے لئے ہندوستان کی دیگر آزاد ریاستوں کے حکمرانوں کو اتحاد کی دعوت دی، انگریز ہندو مسلم نفرت کو بڑھاوا دیتے رہے، گنگا جمنی تہذیب میں شگاف ڈالتے رہے اور ''پھوٹ ڈالو راج کرو'' کی پالیسی پر عمل پیرا رہے، جب کہ ان کے مقابلے میں شیر میسور نے اتحاد کی آواز لگائی اور چاہا کہ پورے ملک کو متحد کر کے دشمنوں کو زیر کیا جائے۔ انہیں پوری کامیابی تو نہیں ملی مگر خود انہوں نے وطن کی حفاظت کے لئے جان کی بازی لگادی، مگر افسوس کہ آج انہیں اسی دیش کے لوگ احترام کے ساتھ یاد نہیں کررہے ہیں، گذشتہ دنوں بنگلور میں کچھ لوگوں نے سلطان ٹیپو کے خلاف نعرے لگائے اور شیر میسور کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے جملہ سابقہ تقریبات کو غلط قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس سال سلطان ٹیپو کی یاد میں کوئی تقریب منعقد نہیں کی جائے گی، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شہید سلطان ٹیپو کی عقیدت میں ہندوؤں کے سر بھی جھکتے ہیں اور مسلمان بھی جبین عقیدت پیش کرتے ہیں، کبھی ہندوؤں نے ٹیپو سلطان کو مسلمان کی حیثیت سے نہیں دیکھا بلکہ انہیں ہمیشہ اس ملک کا ہیرو تسلیم کیا جاتا رہا ہے، چنانچہ جاننے والے جانتے ہیں کہ نہ صرف جنوبی ہند بلکہ پورے ہندوستان میں ٹیپو سلطان کو سلطان اعظم کے طور پر یاد کیا جاتا ہے جن کی دلیری اور شجاعت کے واقعات تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہیں، کیا کرناٹک کی بی جے پی سرکار یا سنگھ پریوار سے وابستہ دیگر افراد تاریخ سے بھی ٹیپو کی خدمات کو مٹا دیں گے، یاد رکھنا چاہئے کہ شہید سلطان ٹیپو کو اب نہ کسی پذیرائی کی ضرورت ہے اور نہ کسی صلہ کی، ان کو جو کرنا تھا وہ کرگئے اب ہمیں جو کرنا چاہئے ہم اس سے پیچھے ہٹ رہے ہیں، اور یہ ہم اپنا ہی نقصان کررہے ہیں، کیونکہ جو قوم اپنی عبقری شخصیات اور اپنی تاریخ کو بھلا دیتی ہے اس کا مستقبل تاریک ہوجاتا ہے، شہید سلطان ٹیپو کی فن سپہ گری ان کی میزائل سازی، ہمت وجرأت اور ان کی غیر معمولی شخصیت پر ساری دنیا میں تحقیق ہورہی ہے، اور آج کے سائنس داں حیران ہیں کہ بلا کسی ساز وسامان اور ٹیکنیکل کی عدم موجودگی کے باوجود سلطان ٹیپو نے کس طرح میزائل لانچر تیار کیا، کس طرح انہوں نے اپنے عہد کے جدید ترین ہتھیاروں کا استعمال کیا اور کس طرح فوج مرتب کی، مگر خود اسی ریاست کے حکمراں ان کی یاد میں آج تقریبات منعقد کرنے کے خلاف ہیں، تف ہے اس سوچ کے افراد پر جو اپنے قابل فخر فرزندوں کے خلاف ہفوات بکنے سے گریز نہیں کرتے، افسوس اس بات کو لیکر ہے کہ جس ملک میں ہمارے حکمراں سیکولرزم اور جمہوری قدروں کی پاسداری کی قسم کھاتے ہیں اور وطن عزیز کو امن واتحاد کے دھاگہ میں باندھنے کا ارادہ ظاہر کرکے ہی برسر اقتدار ہوتے ہیں، مگر محض ووٹوں کی صف بندی اور اس کے نتیجے میں اپنی مدت اقتدار کو دراز کرنے کے لئے اپنے بزرگوں، محبّ وطن اور تاریخ ساز شخصیات کے وقار سے بھی کھیلنے سے نہیں ہچکچاتے، بلاشبہ شہید سلطان ٹیپو کے خلاف چاہے سیاست داں ہو یا حکمراں وہ قابل مذمت ہیں، جہاں تک سلطان ٹیپو کی عظمت وشہرت کی بات ہے تو وہ کسی بھی سیاسی جماعت یا کسی سماجی تحریک کی متعصّبانہ سوچ سے کبھی کم نہیں ہوسکتی، سلطان ٹیپو کل بھی عظیم تھے اور آج بھی عظیم ہیں، ان کی قدر وعزت ہندوؤں کے دلوں میں بھی ہے اور مسلمانوں کے دلوں میں بھی، بلکہ وہ ہر طبقہ کے ہیرو تھے، ہیرو ہیں اور ہیرو ہی رہیں گے، کچھ لوگوں نے ٹیپو سلطان کی شفاف زندگی کو گرد آلود کرنے کی کوشش کی ہے لیکن انہیں آسمان پر تھوکنے کے نتیجے سے آگاہ رہنا چاہئے۔

واضح ہو کہ گذشتہ دنوں وشو ہندو پریشد کے لیڈران نے سلطان ٹیپو شہید کو ہیرو تسلیم کئے جانے کے خلاف کافی ہنگامہ کیا تھا، اور مطالبہ کیا تھا کہ تاریخ کی کتابوں اور نصاب سے ٹیپو سلطان پر سبق کو حذف کر دیا جائے، وشو ہندو پریشد کے لیڈران کا کہنا ہے کہ ٹیپو سلطان کے عہد میں بڑی تعداد میں ہندوؤں کو جبری طور پر مسلمان بنایا گیا تھا، اس لئے ایسا شخص قومی ہیرو نہیں ہوسکتا۔

ملک کی مٹی سے محبت کرنے والا عظیم مرد مجاہد ٹیپو سلطان پر طرح طرح کی تہمتیں لگا کر جس طرح سماج میں ایک نئے قسم کی بحث کو جنم دیا جارہا ہے، یہ نہایت قابل مذمت اور خطرناک ہے، اس لئے حکومت کو اس پر خاص توجہ دینی چاہئے، کیونکہ اس سے سماج منقسم ہوگا اور سماج میں اندر ہی اندر نفرت کا لاوا پھوٹے گا، اس لئے حکومت کو چاہئے کہ ٹیپو سلطان کے خلاف جھوٹے الزامات کو جو لوگ پھیلا رہے ہیں ان کے خلاف کارروائی کی جائے اور ایسا ماحول بنایا جائے کہ امن واتحاد کی راہیں ہموار ہوسکیں۔

بابری مسجد پر سپریم کورٹ کے فیصلے پر اٹھتے سوال

رام پنیانی

گزشتہ ۹؍نومبر کو بابری مسجد معاملہ پر سنائے گئے سپریم کورٹ کے فیصلے سے ہندوستانی سیاست کے ایک طویل اور افسوسناک نصاب کا اختتام ہوگیا۔ بنیادی طور پر وی ایچ پی کے ذریعہ شروع کی گئی اس تحریک کو بی جے پی نے اپنے ہاتھوں میں لے لیا، لال کرشن اڈوانی نے سومناتھ سے ایودھیا تک رتھ یاترا نکالی اور ۶؍دسمبر ۱۹۹۲ء کو کارسیوکوں نے بابری مسجد کو منہدم کر دیا۔ اس پورے واقعہ کو الگ الگ اشخاص الگ الگ نظر ہی سے دیکھتے ہیں۔ جو جمہوریت میں یقین رکھتے ہیں، ان کے لیے بابری مسجد کا انہدام ہندوستانی آئین پر حملہ تھا۔ مسلم طبقہ کے ایک حصے اور ان کے کچھ اداروں کا ماننا تھا کہ ان کی عبادت گاہ کو ناپاک کر کے سبھی مسلمانوں کو بے عزت کیا گیا ہے۔ آر ایس ایس فیملی، جس نے اس پوری مہم اور بابری مسجد انہدام کی قیادت کی تھی، اس دن کو ''شوریہ دیوس'' یعنی یوم بہادری کی شکل میں منانے لگی۔ اس کے مطابق بابری مسجد کو منہدم کر کے ایک غیر ملکی حملہ آور کی فتح کی علامت کو ختم کیا گیا اور ہندوؤں کا وقار دوبارہ بحال کیا گیا۔ اس معاملے میں سپریم کورٹ کے فیصلہ کی ماہرین قانون نے تشریح کی ہے۔ ان میں سے ایک فیضان مصطفیٰ کا کہنا ہے کہ فیصلے کے کچھ حصے مضحکہ خیز ہیں، کئی تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ فیصلہ میں سنگین قانونی خامیاں ہیں، اس ضمن میں لال کرشن اڈوانی کا تبصرہ عدالتی فیصلہ کے پس پردہ چیزوں کو ٹھیک انداز میں پیش کرتا ہے۔ اڈوانی نے کہا کہ ''یہ اطمینان کی بات ہے کہ ان کی (ہندو) عقیدتوں اور جذبات کو عزت دی گئی۔'' دراصل ٹھیک یہی ہوا بھی ہے، آئینی بنچ نے دلیل اور قانون کو بالائے طاق رکھ کر ہندوؤں کے ایک طبقے کی عقیدت اور یقین کو توجہ دی ہے۔

یہ دلچسپ ہے کہ ہندوؤں کی یہ ''عقیدت'' محض کچھ دہائیوں پرانی ہے کہ رام ٹھیک اس جگہ پر پیدا ہوئے تھے، جس کے اوپر بابری مسجد کا اصل گنبد تھا، اس ''عقیدت'' جسے انتہائی ہنرمندی سے تیار کیا گیا تھا، نے طویل مدت تک ملک کی سیاست کو گہرائی تک اثر انداز کیا اور ملک کو ایک ایسی راہ پر دھکیل دیا جس پر وہ اب تک نہیں چل رہا تھا۔ اب، آگے کی راہ کیا ہو؟ کچھ حساس، انسان دوست اور اداروں وتنظیموں نے اس پورے معاملہ میں سپریم کورٹ میں نظر ثانی عرضی داخل کرنے کی بات کی ہے۔ نظر ثانی عرضی کی بنیاد بالکل واضح ہے، سپریم کورٹ نے تاریخی دلائل کو نظر انداز کیا ہے اور اس کی اس دلیل میں کوئی دم نہیں ہے کہ مسلم فریق یہ ثابت نہیں کرسکا کہ اس جگہ پر ۱۵۳۸ر سے لے کر ۱۸۵۷ء تک نماز ادا کی جاتی تھی، فیصلہ میں متنازعہ اراضی کی ٹائٹل ڈیڈ کو ضروری اہمیت نہیں دی گئی ہے۔ نظر ثانی عرضی کے ایشو پر مسلم تنظیمیں متحد نہیں ہیں، کچھ چاہتے ہیں کہ عرضی داخل کی جائے، تو کچھ تنظیمیں اس ایشو پر خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں، یا ابھی تک کسی فیصلہ پر نہیں پہنچی ہیں۔ اس ضمن میں زندگی کے مختلف شعبوں میں کام کرنے والے تقریباً ایک سو اہم مسلم شخصیتوں کا تازہ تبصرہ ہوا کے ایک تازہ جھونکے کی طرح آیا ہے۔ شبانہ اعظمی اور نصیرالدین شاہ سمیت ان لوگوں نے کہا ہے کہ ''ملک کی عدالت عظمیٰ کے ذریعہ اپنے فیصلہ میں عقیدت کو قانون سے اوپر رکھے جانے پر ہندوستانی مسلم طبقہ، آئینی ماہرین اور سیکولر اداروں کی ناخوشی سے ہم متفق ہیں، یہ مانتے ہوئے بھی کہ عدالت کا حکم انصاف کے نظریہ سے خامی بھرا ہے، ہمارا یہ ماننا ہے کہ ایودھیا تنازعہ کو زندہ رکھنے سے ہندوستانی مسلمانوں کو فائدہ نہ ہوکر نقصان ہی ہوگا۔''

میرا خیال ہے کہ بابری مسجد کو ہندوستانی مسلمانوں سے جوڑنا، تاریخ کو فرقہ واریت کے چشمے سے دیکھنے-دکھانے کی کوشش ہے۔ مسلمان حکمرانوں کو ''غیر ملکی'' اور ان کے دور کو ہندوستان کی ''غلامی'' کا دور بتایا جارہا ہے، صدیوں پہلے حکومت کرنے والے مسلم حکمرانوں کو آج کے ہندوستانی مسلمانوں سے جوڑ دینا بھی فرقہ وارانہ سیاست کی ایک بڑی ''حصولیابی'' ہے۔ اس غلط تشہیر کے جال میں کچھ مسلمان بھی پھنس گئے اور دفاعی پوزیشن میں آگئے۔ آئینی ضابطوں کا مذاق بناتے ہوئے ہندو نیشنلسٹ طاقتوں نے نہ صرف بابری مسجد کو زمین دوز کیا بلکہ اس کی وجہ سے جو تشدد ہوا، اس کا استعمال سماج کو مذہبی بنیاد پر پولرائز کرنے کے لیے کیا۔ ملک کی اہم مسلم شخصیتوں کے ذریعہ جاری بیان میں کہا گیا ہے کہ مسلمان نہ صرف فرقہ وارانہ تشدد کے شکار بنے، بلکہ پوری رام مندر تحریک نے کئی طرح سے ان کا زبردست نقصان کیا۔ بابری مسجد کے ایشو نے آر ایس ایس فیملی کی طاقت میں زبردست اضافہ کیا، دلائل اور سچ بنام جذباتی ایشوز کی جدوجہد سیاست کے میدان میں دیکھنے کو ملی۔ (بقیہ صفحہ ۸؍پر)

اجودھیا معاملہ میں اکثریت کا طریقہ کار

سپریم کورٹ کے ایودھیا فیصلے نے نہ تو قانون کی پاسداری کی ہے اور نہ ہی انصاف فراہم کیا ہے

عبد الخالق (سکریٹری جنرل لوک جن شکتی پارٹی) **ترجمہ محمد عادل فریدی امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ**

۹؍نومبر ۲۰۱۹ء کو ہندوستان کی جمہوریت اور انصاف کے لیے تاریخ کی سب سے تاریک رات کے طور پر یاد رکھا جائے گا۔ اسی دن سپریم کورٹ کی آئینی بنچ کے پانچ ججوں نے فیصلہ سنایا کہ ایودھیا میں واقع شہید بابری مسجد کی زمین کو رام مندر کی تعمیر کے لیے بھگوان ''رام للا'' کے حوالہ کر دیا جائے۔ المیہ یہ ہے کہ سپریم کورٹ نے اپنے فیصلہ میں تسلیم کیا کہ مسجد کو شہید کرنا ''قانون کی خلاف ورزی'' تھی، لیکن اس کے باوجود سپریم کورٹ نے مسجد شہید کرنے والوں کو زمین مسلمانوں کے سپرد کرنے کا پابند نہیں بنایا۔ اس کے برخلاف سپریم کورٹ نے ہندوؤں کو زمین سپرد کرتے ہوئے نہایت بچکانہ دلیل دی کہ ہندو اس کو بھگوان رام کی جائے پیدائش مانتے آئے ہیں۔ یعنی کھلے طور پر آستھا اور عقیدے نے انصاف اور قانون پر فتح حاصل کر لی۔

آئین کے پیش لفظ میں ہندوستان کا جو تصور پیش کیا گیا ہے وہ کتنا خوبصورت ہے، ہندوستان کے اس خوبصورت چہرے کا قتل کر دیا گیا۔ اب تک ہمارے سیکولرزم کا مطلب یہ تھا کہ یہاں مختلف مذاہب، رسم و رواج اور تہذیب و ثقافت کو قبول کیا گیا ہے اور ان کی منفرد شناخت کو تسلیم کیا گیا ہے، اس میں تمام مذاہب کے لئے مساوات اور احترام ہے، کسی بھی مذہب کو عوامی سطح سے مکمل طور پر بے دخل کرنا ہمارے سیکولرزم کا حصہ نہیں ہے۔ بلا شبہ مہاتما گاندھی کے سیکولرزم کی بنیاد ایسے مذہبی عقیدے پر تھی جس نے انہیں سچائی، رواداری، دوسرے مذاہب کو برداشت کرنے اور عدم تشدد کے نظریہ پر مضبوطی سے جما دیا تھا۔ ان نظریات و افکار کی گہری چھاپ ان کے افعال و اعمال پر تھی، لیکن آج سیاست اور مذہب کی خطرناک ملاوٹ کا استعمال اقلیتوں کے خلاف ایک ہتھیار کے طور پر کیا جاتا ہے۔ پچھلے مہینے ہمارے وزیر دفاع نے فرانس سے پہلے رفائیل جنگی جیٹ طیارے کی وصولی کے موقع پر پورے بین الاقوامی تام جھام کے ساتھ شستر پوجا کی۔ ایک ایسے ملک میں جو کثیر المذاہب شناخت رکھتا ہے اور مختلف عقیدوں اور رسم و رواج پر فخر کرتا ہے، وہاں کھلے عام نیشنل سیکورٹی کے ساتھ ہندوازم کی علامتوں کو شامل کرنا بھی اکثریتی مذہب کو غیر متنازعہ اولیت دینے کا کھلا اعلان ہے۔ گویا کہ ہندوتو اب ہندوستان کا سرکاری مذہب ہو چکا ہے۔

اس تناظر میں ایودھیا کا فیصلہ بالکل بھی حیرت انگیز نہیں ہے، فیصلہ آنے سے پہلے کے مراحل میں سپریم کورٹ کی پروسیڈنگ کے دوران ہم دیکھتے رہے ہیں کہ کس طرح سے پوری شد و مد کے ساتھ ببانگ دہل تحریک چلائی گئی اور سپریم کورٹ کی آئینی بنچ پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ ایسا فیصلہ سنائے جو رام مندر کی تعمیر کے حق میں ہو۔ مختلف ہندو مذہبی رہنماؤں نے کھلے عام الیکٹرونک میڈیا کا استعمال کر کے بھگوان رام اور ہندو سماج کی جیت کا فاتحانہ انداز میں جشن منایا۔ یہ بھی اخباروں میں آیا کہ کس طرح بی جے پی کے ممبر پارلیامنٹ ساکشی مہاراج نے اپنے اس اعلان سے معاملہ کو گرما دیا تھا کہ رام مندر کی تعمیر ۶؍دسمبر سے پہلے شروع ہو جائے گی، ۶؍دسمبر وہ تاریخ ہے جس دن بابری مسجد کو شہید کیا گیا تھا۔ سب سے اہم پیشگی جشن کا موقع وہ تھا جب دیوالی کے موقع پر ایودھیا میں پانچ لاکھ دیے روشن کیے گئے تھے، اس جشن نے ان کی جیت کی امیدوں کو اور بڑھا دیا تھا۔ یوگی آدتیہ ناتھ اور آر ایس ایس نے صبر کرنے اور تحمل برتنے کی اپیلیں کیں، یہ بھی سپریم کورٹ کے لیے ایک خاموش اشارہ تھا کہ اگر فیصلہ ہندوؤں کے خلاف آئے گا، تو بڑا فساد برپا ہوگا اور اس کے نتیجے میں بڑے پیمانے پر سماجی بدامنی پیدا ہوگی۔ ان سب کے پیچھے کا پیغام صاف تھا؛ کہ رام مندر ہندو سماج کا بہت بڑا جذباتی معاملہ ہے اور کورٹ کو اس کے حق میں فیصلہ کرنا ہی ہوگا۔

بلا شبہ سپریم کورٹ کو اس طرح کے کسی دباؤ یا زبردستی کی ضرورت ہی نہیں تھی، ماضی میں بھی ہماری عدالت عظمیٰ نہ صرف ہندوتو کی معاشرتی طاقت اور بالادستی کو تسلیم کر چکی ہے بلکہ اس کو جائز بھی ٹھہرا چکی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ۱۹۹۶ء کے اپنے ایک فیصلہ میں یہ کہہ چکی ہے کہ ہندوتو ایک ''طرز زندگی'' ہے اور ہندوستانیت کا مترادف ہے، یعنی ایک یونیفارم کلچر کا فروغ جو ملک میں موجود تمام الگ الگ کلچر اور تہذیب و ثقافت کے درمیان کے فرق کو ختم کر دے۔ سپریم کورٹ کا یہ نظریہ بالکل ہندوتو کے اسی نظریہ کی عکاسی تھا جو ہندو مذہب کی تمام دوسرے مذاہب اور ثقافتوں پر بالادستی کی بات کرتا ہے۔ سپریم کورٹ نے مختلف مواقع پر کئی بار اس متنازعہ فیصلہ پر نظر ثانی اور ترمیم کا حکم جاری کیا۔ جس کی وجہ سے ہندوتو کے حامیوں کا یہ فاتحانہ دعویٰ ثابت ہو گیا کہ سپریم کورٹ نے ہندوتوا کے سنگھی نظریہ پر قانونی مہر لگا دی ہے۔ اکثریت کے اعتقاد پر سپریم کورٹ کی حد سے زیادہ غفلت کا مقابلہ سیدھے طور پر مسلمانوں کی حساسیت سے ہے۔ ۱۹۹۴ء میں سپریم کورٹ نے اپنے ایک فیصلہ میں کہا تھا کہ ''مسجد میں نماز پڑھنا اسلام کا لازمی حصہ نہیں ہے۔ اور مسلمان کہیں بھی نماز پڑھ سکتے ہیں حتی کہ کھلی جگہ میں بھی'' سپریم کورٹ کے اس ریمارک سے مسلمان بھونچکے رہ گئے تھے۔ ایودھیا کا جو فیصلہ آیا ہے آج کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے شاید پہلے سے ہی اس کا اندازہ ہو گیا تھا، کیوں کہ یہ فیصلہ ایک ایسے وقت میں آیا ہے جب ہندوتو اور اس کے حامی حکومتی اداروں اور عوام دونوں کو کنٹرول کر رہے ہیں۔

۲۰۱۰ء میں الہ آباد ہائی کورٹ کے بنچ نے اس معاملہ میں تجرباتی و مشاہداتی حقائق میں توڑ مروڑ، غیر یقینی تاریخی اعداد و شمار، گمراہ کن رپورٹس اور آستھا کی بنیاد پر فیصلہ سنانے کا کام کیا تھا۔ اپنے فیصلہ میں انہوں نے جن دلیلوں کا سہارا لیا تھا، اس کو ''بادشاہ سلمان کا حل'' (یہ انگریزی کا محاورہ ہے، بائبل کے ایک قصہ پر مبنی ہے، جس میں بادشاہ سلمان نے ایک بچے کے بارے میں یہ حل پیش کیا تھا جس کے لیے دو عورتیں لڑ رہی تھیں ہر ایک کا دعویٰ تھا کہ وہ اس کی ماں ہے، معاملہ بادشاہ کی عدالت میں پہونچا تو بادشاہ نے یہ حل پیش کیا کہ بچے کے دو ٹکڑے کر کے ایک ایک ٹکڑا دونوں عورتوں کو دے دیا جائے۔) سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ عدالت نے متنازعہ زمین کو تین برابر حصوں میں تقسیم کر کے تینوں مدعیوں کو ایک ایک حصہ حوالہ کرنے کا حکم دے دیا، مدعی اور ان کے حامی اس یکطرفہ اور ناقابل عمل فیصلہ سے حیران رہ گئے جس میں کوئی فاتح قرار نہیں دیا گیا۔ گویا فیصلہ کے باوجود حقیقت میں معاملہ جوں کا توں برقرار رہا۔ اور جیسا اندیشہ تھا ناراض فریقوں نے سپریم کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹایا اور اس کے نتیجہ میں ملک کو ۹؍سالوں کا طویل انتظار کرنا پڑا۔

سپریم کورٹ کو متنازع زمین کی ملکیت کے انتہائی متنازعہ ہونے اور اس معاملے میں دونوں جانب سے زبردست دباؤ کا احساس تھا، لہٰذا اس تنازعہ میں عدالتی کارروائی کے ساتھ ساتھ مرکزی فریقوں کو شامل کر کے ثالثی کے ذریعہ حل تلاش کرنے کی کوشش بھی ہوتی رہی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی سمجھوتہ پر رضامندی ہو چکی تھی، لیکن پھر دونوں طرف سے سخت گیروں نے اس کو ختم کر دیا۔ معاہدے کی وسیع شکل یہ تھی: (الف) مسلمان متنازعہ مقام پر دعویٰ چھوڑ دیں گے۔ (ب) مسلمانوں کو مسجد کے لیے متبادل جگہ اور فنڈ دیا جائے گا۔ (ج) اور ریاست ''ورشپ ایکٹ ۱۹۹۱ء'' کے نفاذ کو یقینی بنائے گی، جس کے مطابق کسی بھی عبادت گاہ کو منتقل کرنا ممنوع ہے۔ سپریم کورٹ نے بنیادی طور پر اس معاہدہ نامہ کی توثیق کی ہے۔

مسلمان بخوبی واقف ہیں کہ وہ لوگ جو مندر کے حامی ہیں وہ معاشرتی، سیاسی اور قانونی شعبوں میں حاکمانہ عہدوں پر قابض ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ ان کی پر امن زندگی کی واحد امید، عارضی ہی سہی، متنازعہ مقام پر ان کے حقوق کی بازیابی تھی، لیکن اس معاملہ میں انصاف کا گلا گھونٹ دیا گیا۔

اب وہ یہ دعا کر رہے ہیں کہ ان کی دوسری عبادت گاہیں پلیسز آف ورشپ ایکٹ ۱۹۹۱ء کے تحت محفوظ رہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ اس بات سے بھی واقف ہیں کہ کشمیریوں کو بھی یقین تھا کہ دفعہ ۳۷۰؍کی خلاف ورزی نہیں کی جا سکتی ہے، مسلمانوں کو اس بات کا بخوبی ادراک ہے کہ آج کے ہندوستان میں اکثریت کا نقطہ نظر غالب رہے گا، اور اس بارے میں کسی کی پرواہ نہیں کی جائے گی۔

جسٹس او ہومس کا یہ تبصرہ مشہور ہے کہ ''سپریم کورٹ کورٹ آف لا (قانون کی عدالت) ہے کورٹ آف جسٹس (انصاف کی عدالت) نہیں ہے۔'' لیکن ایودھیا کیس میں سپریم کورٹ نے نہ تو قانون کا خیال رکھا اور نہ انصاف کی پرواہ کی۔ اس نے اکثریت کی آستھا کو تقویت بخشی ہے جس کے بھگوان کو متنازعہ مقام سونپ دیا گیا ہے۔ (مضمون نگار سول سرونٹ رہے ہیں اور لوک جن شکتی پارٹی کے سکریٹری جنرل ہیں، مضمون میں پیش کیے گئے خیالات ان کے ذاتی ہیں۔)

اچھے اور برے کی نہیں، اچھائی کی تلاش ہو

بعض خرابیاں اس بری طرح ہماری زندگی کا حصہ بن گئی ہیں کہ ان سے گلو خلاصی دردسر میں تبدیل ہو چکی ہے، بری عادتوں کی طرح برے خیالات بھی انسان کے لئے عذاب کی صورت ہوتے ہیں، منفی خیالات کے بطن سے ایسے عقائد جنم لیتے ہیں جو ذہن کو جامد کر دیتے ہیں، ہم بہت کچھ جانتے ہوئے بھی اصلاح احوال کے حوالے سے کچھ نہیں کر پاتے۔

اب یہی دیکھئے کہ دنیا میں کوئی ایک انسان بھی ہر اعتبار سے جامع نہیں، بے عیب نہیں، مگر پھر بھی ہم بے عیب انسان تلاش کرتے ہیں، ہر انسان کسی نہ کسی اعتبار سے ادھورا ہے، اس میں کوئی نہ کوئی خامی یا خرابی ضرور پائی جاتی ہے، یہ الگ بحث ہے کہ کسی بھی انسان میں خوبیوں اور خامیوں کا تناسب کیا ہے، اور وہ بڑی حد تک دوسروں کے لئے کارآمد ہے یا ناکارہ۔ ہم زندگی بھر ایسے لوگوں کی تلاش میں رہتے ہیں جن میں کوئی کھوٹ نہ پائی جائے، جب کہ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ بھری دنیا میں کوئی ایک انسان بھی ایسا نہیں جس میں کوئی برائی نہ ہو، کیا سبب ہے کہ اس حوالے سے ہماری سوچ بدلنے کا نام نہیں لیتی؟ ہم اپنی خامیوں، کمزوریوں اور کوتاہیوں سے اچھی طرح واقف ہونے کے باوجود اپنے آپ کو بھی بے عیب ثابت کرنے کی کوشش کیوں کرتے ہیں؟ اتنے سے نکتے پر غور کرنے کی توفیق کیوں نصیب نہیں ہوتی کہ اگر سبھی بے عیب یا مکمل ہوتے تو کسی کو کسی کی ضرورت نہ ہوتی اور یوں دنیا کا کارخانہ بند ہو جاتا۔ ذرا سوچیے کہ اگر سبھی بے عیب اور اپنی اپنی ضرورت کے مطابق مکمل ہوں تو تعلقات کی نوعیت کیا رہ جائے گی؟ جب کسی کو کسی کی ضرورت ہی نہیں رہے گی تو دنیا کی ساری نیرنگی اور خوبصورتی دم توڑ دے گی۔ یہ بات سمجھنے کے لئے کسی آئن سٹائن ہونا ضروری نہیں کہ اس دنیا کی ساری رونق اس حقیقت کے دم سے ہے کہ کوئی بھی ہر اعتبار سے مکمل نہیں اور مختلف خامیوں اور کمزوریوں کے باعث ہی ہمیں ایک دوسرے سے مدد لینا پڑتی ہے، ایک دوسرے کا حاجت مند رہنا ہی وہ حقیقت ہے جس نے دنیا کی رنگینی کو برقرار رکھا ہے۔

ایک بڑی مصیبت یہ ہے کہ ہم اوروں میں بہت کچھ تلاش کرتے ہیں، مگر وہی کچھ اپنے اندر پیدا کرنے اور پروان چڑھانے کی کوشش نہیں کرتے۔ ہم دوسروں میں بہت کچھ چاہتے ہیں تو دوسروں کو بھی تو ہم میں بہت کچھ درکار ہوگا۔ جو کچھ ہم دوسروں میں دیکھنا چاہتے ہیں وہی کچھ دوسرے ہم میں دیکھنے کے خواہش مند ہوں گے، ہر انسان چاہتا ہے کہ اسے جو دوست ملے وہ ہر اعتبار سے مکمل شخصیت ہو، وہ اس نکتے پر بھی غور کرے کہ جو اس سے دوستی کرنا چاہے گا وہ بھی تو اس میں جہان بھر کی خوبیاں دیکھنے کا خواہش مند ہوگا۔ یہ معاملہ دو طرفہ ٹریفک جیسا ہے یعنی تالی دو ہاتھوں سے بجتی ہے، کائنات کا نظام ہی کچھ ایسا ہے کہ کوئی بھی مکمل اور جامع نہ ہو، اگر ہر چیز اپنی جگہ جامع ہو تو جو کچھ بھی کائنات میں ہے وہ ایک دوسرے سے یکسر بے تعلق سا ہو کر رہ جائے گا۔ کائنات کی نیرنگی اس حقیقت کے دم سے ہے کہ سب ایک دوسرے سے جڑے ہیں اور ایک دوسرے کے کسی نہ کسی حد تک ضرورت مند ہیں، لہذا بے عیب انسان نہیں اچھائی کی ہمیں تلاش ہونا چاہیے، جس میں جتنی اچھائی ہو اسے مانیں اور قدر کریں۔ (**عارف عزیز بھوپال**)

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

اسپوتنک کے صحافی گھر سے کریں گے کام

روسی خبر رساں ایجنسی اسپوتنک کی چیف ایڈیٹر محترمہ مارگرٹا سمونین نے کہا کہ اسٹونیا دفتر کے صحافی اب گھر سے اپنا کام کریں گے۔ محترمہ مارگرٹا سمونین نے کہا کہ ان میڈیا ہاؤس کے مالک مکان کے یکطرفہ طور پر لیز ختم کئے جانے کے بعد صحافی اب اپنے گھروں سے کام کریں گے۔ محترمہ سمونن نے اپنے ٹیلی گرام چینل میں طنزیہ انداز میں تحریر کیا ''اب انہیں ہماری اسپوتنک عمارت کا مالک بنا دیا گیا ہے۔ (یواین آئی)

مخالفت کے سبب عراقی وزیراعظم مہدی استعفیٰ دیں گے

عراق کے وزیراعظم عادل عبدالمهدی ملک میں گزشتہ دو ماہ سے جاری احتجاجی مظاہروں کے پیش نظر پارلیمنٹ کو اپنے عہدے سے استعفیٰ سونپیں گے۔ مسٹر مہدی نے ایک بیان میں کہا کہ ''موجودہ حکومت کے سربراہ کے عہدے سے استعفیٰ کے لئے میں اپنا سرکاری خط پارلیمنٹ کو سونپ دوں گا تاکہ پارلیمنٹ متبادل انتظام کرسکے۔'' خیال رہے کہ اکتوبر کے شروع میں اقتصادی بحران ختم کرنے اور موجودہ حکومت کی برخاستگی کے معاملے پر وسیع پیمانے پر تحریکیں شروع ہوئی ہیں۔ (یواین آئی)

البانیہ میں زلزلہ سے ۴۶؍افراد ہلاک

البانیہ میں منگل کے روز آنے والے شدید زلزلے سے اب تک ۴۶؍افراد کے ہلاک ہونے کی اطلاع ہے۔ ملک کی وزارت دفاع نے یہ اطلاع دی۔ وزارت کے مطابق ۲۲؍افراد دوریس اور کروجے سے تعلق رکھتے تھے۔ (یواین آئی)

سعودی عرب نے بین الاقوامی دباؤ میں تین صحافیوں کو رہا کیا

سعودی عرب نے بین الاقوامی دباؤ اور میڈیا کوریج کے پیش نظر تین زیر حراست صحافیوں کو رہا کیا۔ انسانی حقوق کی مقامی تنظیم اے ایل کیو ایس ٹی نے جمعرات کو یہ اطلاع دی۔ اے ایل کیو ایس ٹی نے ٹویٹر پر یہ اطلاع دیتے ہوئے لکھا ہے کہ ''سعودی عرب میں حال میں ہوئی گرفتاریوں کی میڈیا کوریج اور بین الاقوامی دباؤ کے پیش نظر، انتظامیہ نے مصنف بدرالرشید اور سلیمان السائخان النصیر اور بلاگر فواد الفرحان کو رہا کر دیا ہے۔ (یواین آئی)

گوٹریس نے فلسطینی علاقہ میں اسرائیلی بستی کی تعمیر کو غیر قانونی قرار دیا

اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل انتونیو گوٹریس نے کہا ہے کہ مقبوضہ فلسطینی علاقے میں اسرائیلی بستی کی تعمیراتی سرگرمیوں کا ''کوئی قانونی جواز'' نہیں ہے اور یہ بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی ہے۔ مسٹر گوٹریس نے فلسطینی عوام کے ساتھ اظہار یکجہتی کے بین الاقوامی دن کے پیش نظر بدھ کو اپنے پیغام میں کہا ''عالمی برادری کے سامنے اسرائیل-فلسطین تنازع کو حل کرنا اہم چیلنجوں میں سے ایک ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ گزشتہ چند برسوں میں اس سلسلہ میں کوئی مثبت پیش رفت نہیں ہوئی اور واقعتاً حالات اور خراب ہوتے چلے گئے۔'' (یواین آئی)

آسٹریلیا میں گرم اور خشک موسم سے برا حال

آسٹریلیا میں انتہائی گرم اور خشک موسم نے لوگوں کی زندگی کو مشکل بنا دیا ہے اور اس دوران محکمہ موسمیات کی جانب سے اس صورتحال کے جاری رہنے کی پیش گوئی سے پریشانیوں میں مزید اضافہ ہوگیا ہے۔ گرم اور خشک موسم کی وجہ سے آسٹریلیا کے بڑے حصے میں جنگلات میں آگ کے واقعات میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ خراب موسم کی وجہ سے کسان اور ان کے مویشی بری طرح متاثر ہیں اور متعدد علاقوں میں پانی کی کمی ہوگئی ہے۔ (یواین آئی)

ٹرمپ کی مذاکرات بحالی کی پیشکش پر سوچ کر جواب دیں گے: طالبان

طالبان نے امریکی صدر کی جانب سے تعطل کے شکار امن مذاکرات کی بحالی کی پیشکش پر کہا ہے کہ اس حوالے سے ابھی کچھ بھی کہنا قبل از وقت ہوگا۔ بین الاقوامی خبر رساں ادارے کے مطابق امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ کی مذاکرات کی بحالی کی پیشکش پر طالبان ''دیکھو اور انتظار کرو'' کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں، طالبان ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے اس حوالے سے عالمی میڈیا کو بتایا کہ اس وقت مذاکرات کی بحالی کی بات کرنا بہت جلدی ہوگا۔ ہم سوچ سمجھ کر اور مشاورت کے بعد ردعمل دیں گے۔ قبل ازیں امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے افغانستان کے اچانک اور غیر اعلانیہ دورے میں میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے انکشاف کیا تھا کہ طالبان کے ساتھ دوبارہ مذاکرات شروع ہو چکے ہیں اور جنگ بندی کا بھی امکان ہے۔ امریکی صدر نے افغانستان میں امریکی فوجیوں کی تعداد ۱۴؍ہزار سے کم کرکے ۸۶۰۰؍کرنے کا بھی عندیہ دیا تھا۔ واضح رہے کہ ۸؍ستمبر کو معطل ہونے کے بعد سے افغان امن مذاکرات تاحال تعطل کا شکار ہیں تاہم چند روز قبل اسیر رہنماؤں کی رہائی کے بدلے طالبان نے مغوی امریکی اور آسٹریلوی پروفیسرز کو اپنی قید سے رہا کر دیا تھا جس کے دوران امریکا اور طالبان کے درمیان روابط شروع ہوگئے تھے۔ (نیوز ایکسپریس)

عراق میں مظاہرین نے ایرانی قونصل خانے کو نذر آتش کردیا

عراقی شہر نجف میں مشتعل مظاہرین نے ایرانی قونصلیٹ کو آگ لگادی تاہم قونصل خانے کا عملہ وہاں سے بحفاظت نکلنے میں کامیاب ہوگیا۔ واضح رہے کہ عراق میں گزشتہ دو ماہ سے حکومت مخالف مظاہرے جاری ہیں جن میں اب تک تقریباً ۳۵۰؍افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ یہ مظاہرے موجودہ عراقی وزیراعظم عبدالمهدی کی حکومت کا ایک سال مکمل ہونے پر احتجاج کے لیے دی جانے والی ایک آن لائن کال کے نتیجے میں شروع ہوئے جو اس وقت تک بغداد اور کربلا سمیت کئی دوسرے عراقی شہروں کو اپنی لپیٹ میں لے چکے ہیں۔ نجف میں ایرانی قونصل خانے پر حملہ کرنے والے مظاہرین عبدالمهدی کی حکومت میں بڑھتی ہوئی کرپشن، بے روزگاری اور مہنگائی کے خلاف احتجاج کرنے کے ساتھ ساتھ ایران مخالف نعرے بھی لگا رہے تھے۔ (نیوز ایکسپریس)

بزنس، روزگار وکیریئر

رحمانی فاؤنڈیشن مونگیر میں عالمی سمینار کی تیاری پر تبادلہ خیال

رحمانی فاؤنڈیشن مونگیر میں اس کے شعبہ فروغ ادب کی میٹنگ میں ''قطب عالم حضرت مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ - حیات اور کارنامے'' کے عنوان سے منعقد ہونیوالے عالمی سمینار پر ایک اہم میٹنگ منعقد ہوئی، اس میٹنگ میں عالمی سمینار کے انعقاد سے متعلق تمام پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا، مہمانوں کے قیام وطعام، سمینار کی نشست اور دیگر انتظامات پر بھی تفصیلی گفتگو ہوئی، رحمانی فاؤنڈیشن کے جنرل سکریٹری جناب مولانا ظفر عبدالرؤف صاحب رحمانی نے نشست میں مہمانوں کے آنے کی اطلاع دی، اور بتایا کہ بڑی تعداد میں جید علماء کرام اس موقعہ پر اپنے مقالوں کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں، حضرت مونگیریؒ کی خدمات اور اخلاص کی یہ برکت ہے کہ اتنے لمبے عرصہ کے بعد بھی وہ اہل علم کے دل ونظر میں ہیں، اور لوگ ان کی خدمات سے آج بھی فیضیاب ہو رہے ہیں، اس سمینار کی خوبی یہ ہے کہ اس موقعہ پر رحمانی فاؤنڈیشن کی جانب سے تین ضخیم کتابیں شائع ہو رہی ہیں، شیر شاہ سوری۔ عہد حکومت اور معنویت، شری کرشن سنہا بہار کے پہلے وزیراعلیٰ اور کہاں گئے یہ لوگ۔

رحمانی فاؤنڈیشن تعلیم، صحت، معاشرتی خدمات کے ساتھ زبان، ادب، تہذیب وتمدن اور ملک کی نمائندہ شخصیات کی تاریخ کے تحفظ پر بھی اہم خدمات انجام دے رہا ہے، اس سے پہلے پروفیسر لطف الرحمان۔ فن اور شخصیت، گرداب آرزو اور جامہ گل جیسی اہم کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں، اردو کی ترویج میں رحمانی فاؤنڈیشن کا اہم کردار ہے، مختلف مرحلوں میں مختلف موضوعات پر سمینار کے انعقاد، مشاعرہ اور دیگر مجلسوں کے ذریعہ اردو کو فروغ دینے کی کوشش کی جاتی رہی ہے، اس اہم کام میں مونگیر شہر کی نمائندہ شخصیتوں کی شرکت ہوتی ہے، اور انکے مفید اور عملی مشوروں پر اردو کی خدمت کی راہ بنائی جاتی ہے۔ سمینار کے انعقاد پر تفصیلی تبادلۂ خیال کے بعد نشست ختم ہوگئی، اس نشست کی صدارت محترم جناب شاہ محمد صدیقی صاحب ایڈوکیٹ فرما رہے تھے، مجلس میں پروفیسر شبیر حسن، پروفیسر اقبال حسن آزاد، پروفیسر راشد طراز، ماسٹر خالد شمس، اور جناب حافظ اعجاز خان صاحب نے بھی سمینار کے تعلق سے بہت اہم مشورے دیئے، اور رحمانی فاؤنڈیشن کی خدمات کو سراہا، بانی رحمانی فاؤنڈیشن امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی کی خدمات اور نگاہ بلند کی تعریف کی کہ انہوں نے ادبی خدمت کے لیے یہ شعبہ قائم کیا ہے۔

سپریم کورٹ میں انتخابی بانڈ پر روک سے متعلق پٹیشن دائر

انتخابی واچ ڈاگ کا کردار ادا کر رہے ایسوسی ایشن آف ڈیموکریٹک ریفارم (اے ڈی آر) نے انتخابی بانڈ پر روک لگانے سے متعلق پٹیشن جمعہ کو سپریم کورٹ میں دائر کی۔ عرضی میں انتخابی بانڈ اسکیم 2018ء پر روک لگانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اے ڈی آر نے کہا ہے کہ انتخابی بانڈ کے تحت عطیہ دینے والے کی شناخت خفیہ رکھی جاتی ہے۔ (یواین آئی)

ایک لیٹر دودھ، ایک بالٹی پانی، ۸۱؍بچوں کو پلایا! یوپی کے اسکول کی بدعنوانی

اترپردیش کے سرکاری پرائمری اسکولوں میں بدعنوانی کس قدر عام ہو چکی ہے اس کی ایک مثال سونبھدر کے ایک اسکول میں نظر آئی جہاں بچوں کو دودھ کے نام پر پانی پلایا جا رہا ہے۔ اطلاعات کے مطابق سلائی بنوا علاقہ کے ایک پرائمری اسکول میں ۸۰؍سے زیادہ بچوں کو محض ایک لیٹر دودھ میں ایک بالٹی پانی ملا کر تقسیم کر دیا گیا! اسکول کے ایک ملازم نے اپنے موبائل سے ایک بالٹی میں ایک لیٹر دودھ ملانے کی ویڈیو بنالی اور اسے سوشل میڈیا پر وائرل کر دیا۔ مقامی گرام پنچایت کے رکن دیو پاٹیا کا کہنا ہے کہ ایسا اس اسکول میں کافی وقت سے کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مڈ ڈے میل کے مینو کے مطابق بچوں کو چاول اور دودھ دیا جانا تھا اور اسکول انتظامیہ نے خاتون باورچی کو صرف ایک لیٹر دودھ فراہم کیا۔ واضح ہو کہ حال ہی میں کانگریس کی جنرل سکریٹری پرینکا گاندھی نے اترپردیش کی یوگی حکومت کو نشانہ بناتے ہوئے کہا تھا کہ اسکولوں کے ''مڈ ڈے میل'' میں بدعنوانی کے معاملے میں یوپی پہلے نمبر پر آتا ہے۔ اس سے قبل یوپی میں مرزاپور کے ایک اسکول کی ایک ویڈیو وائرل ہوئی تھی، جس میں بچوں کو مڈ ڈے میل کے نام پر نمک اور روٹی دی جا رہی تھی۔

بقیہ بابری مسجد پر سپریم کورٹ کے فیصلہ پر اٹھتے سوال اس جدوجہد سے آر ایس ایس فیملی کو جو فائدہ ہوا وہ سب کے سامنے ہے۔ آر ایس ایس فیملی کی رکن پارٹی بی جے پی کو انتخابات میں زبردست کامیابی ملتی رہی۔ اس دور میں لو-جہاد، گھر واپسی اور گائے جیسے جذباتی ایشوز بھی اچھالے گئے، لیکن بی جے پی کی طاقت میں جو بے تحاشہ اضافہ ہوا، اس کے پس پردہ بابری مسجد ایشو ہی تھا۔

فیصلہ پر نظر ثانی کی عرضی داخل کرنا آئینی اور قانونی نظر سے سب سے مناسب معلوم پڑتا ہے، لیکن یہ بھی درست ہے کہ اس سے بابری مسجد-رام مندر ایشو زندہ رہے گا اور اس کے سیاسی اثرات مسلمانوں کے لیے مضر ہی ہوں گے۔ لیکن بہرحال یہ ایک قانونی حق ہے جس کا استعمال کرنے پر کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ آج کے دور میں جمہوری اقدار کا گلا گھونٹا جا رہا ہے اور فرقہ واریت کا بول بالا بڑھ رہا ہے۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ ہم اس بات پر گہرائی سے غور کریں کہ فرقہ وارانہ سیاست کے ذریعہ جن شناخت سے جڑے اور جذباتی ایشوز کو اچھالا جا رہا ہے ان سے مقابلہ کرنے کی ہماری پالیسی کیا ہو۔ موجودہ معاشی اور سیاسی حالت نے سماج کے کئی طبقات کو بہت فکرمند اور پریشان کر دیا ہے۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ زندگی کی بنیادی ضرورتوں سے جڑے ایشوز کو اہمیت دی جائے، مسجد-مندر کی لڑائی سے دونوں ہی طبقات کا بھلا نہیں ہونے والا۔ اس لیے مسلمانوں کو تعلیم اور روزگار کے ساتھ سچر کمیٹی کی سفارشات پر عمل درآمد جیسے اہم ایشوز پر بھی فوکس کرنا چاہئے۔

بابری مسجد واقعہ میں فیصلہ نے مسلم طبقہ ہی نہیں، جمہوریت کے تئیں پرعزم سبھی اشخاص کو تذبذب میں ڈال دیا ہے۔ ہم سب کو یہ طے کرنا ہوگا کہ ہم روزانہ کی زندگی سے جڑے ایشوز پر فوکس کریں گے۔ آزادی کے فوراً بعد بھی ملک کے سامنے سومناتھ مندر کا ایشو ابھرا تھا جسے نہرو نے ''جمہوری ملک میں ہندو عروج'' کا نشان بتایا تھا۔ ان کی یہ پیشین گوئی بالکل صحیح ثابت ہوئی۔ وہ اس عروج کو کافی وقت تک روکے رہے لیکن ۱۹۸۰ء کی دہائی میں اس عروج کا ملک میں بول بالا ہو گیا اور جذباتی ایشوز نے ترجیحات حاصل کر لی۔ (مضمون نگار مشہور محقق، پبلک اسپیکر اور تاریخ داں ہیں، مضمون میں پیش کردہ خیالات ان کے ذاتی ہیں، ان سے اخبار کا اتفاق ضروری نہیں ہے)

طب وسائنس

سردیوں میں بچوں کی نگرانی

سردیوں کے آتے ہی ہمارے کھانے پینے، پہننے اوڑھنے کے انداز اور معمولات زندگی بدل جاتے ہیں۔ یوں تو یہ موسم ہماری زندگیوں میں نیا رنگ اور خوبصورتی لے کر آتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ صحت کے مسائل بھی ساتھ لے کر آتا ہے جن کا سب سے زیادہ اثر بچوں کی زندگی پر ہوتا ہے کیونکہ بچوں کی قوت مدافعت کمزور ہوتی ہے لہٰذا جراثیم ان کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔ ایسے میں اگر بچوں کو ان جراثیم سے بچانے کا خاطر خواہ انتظام (baby care in winter) نہ کیا جائے تو ان کے بیمار پڑنے کا امکان پیدا ہو جاتا ہے۔

کپڑوں کا استعمال کیسا ہونا چاہیے ؟

ماہرین صحت اس بات پر زور دیتے ہیں کہ سردی سے بچنے کے لئے بجلی یا گیس پر چلنے والے ہیٹروں اور لکڑی یا کوئلوں کی انگیٹھیوں کی بجائے پہننے اور اوڑھنے والے کپڑوں کا استعمال زیادہ کرنا چاہئے۔

چائلڈ اسپیشلسٹ اس بارے میں کہتے ہیں کہ جو کپڑا بچے کی جلد کو چھو رہا ہو وہ سوتی ہونا چاہئے کیونکہ کچھ بچوں کو ریشمی و اونی کپڑوں سے الرجی ہوتی ہے۔ کچھ مائیں اپنے بچوں کو بہت زیادہ کپڑے پہنا دیتی ہیں جو بہت غلط رویہ ہے۔ اس سلسلے میں سب سے بہتر اصول یہ ہے کہ والدین اس موسم میں جتنے کپڑے خود پہنیں بچوں میں اس کی ایک تہہ اور بڑھا دیں۔ اسی طرح سلاتے وقت ان پر زیادہ کپڑوں کا ڈھیر لگانے سے بہتر ہے کہ ان کا بستر نرم، گرم اور آرام دہ ہو بہت سی ماؤں کی ایک بُری عادت یہ ہے کہ وہ گرم اور اونی کپڑوں کو بہت کم دھوتی ہیں جس کے لئے ان کے پاس دو دلیلیں ہوتی ہیں۔ پہلی یہ کہ چونکہ سردیوں میں پسینہ کم آتا ہے اس لئے گرم کپڑے جلدی میلے نہیں ہوتے۔ اس کے برعکس حقیقت یہ ہے کہ اونی کپڑوں میں دھول اور مٹی وغیرہ کو اپنے اندر جذب کرنے کی صلاحیت دیگر کپڑوں کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے۔ ایسے میں گرد و غبار اور میل کچیل ان میں جمع ہو کر الرجی یا دمے کا باعث بن سکتا ہے۔ اس لئے ان کپڑوں کو بھی باقاعدگی سے اور نیم گرم پانی سے دھوئیں جب کے دوسری دلیل یہ ہوتی ہے کہ گرم کپڑے دیر سے خشک ہوتے ہیں۔ اگرچہ یہ بات درست ہے لیکن کپڑوں کا دھلنا بھی ضروری ہے۔

بچوں کی غذائیں کیا ہونی چاہیے ؟

چائلد اسپیشلسٹ کے مطابق جب بچہ اس دنیا میں آتا ہے تو اس کا مدافعتی نظام ناپختہ اور کمزور ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ بار بار بیمار ہو جاتا ہے۔ سردیوں میں اس کی شرح بڑھ جاتی ہے۔ اگر اس کی خوراک میں پھل اور سبزیاں شامل کی جائیں تو اس کی قوت مدافعت میں نمایاں اضافہ ہوسکتا ہے۔ اس کے علاوہ ان کی غذا میں بادام، بیریز اور سالن میں مچھلی بھی شامل کی جانی چاہئے جو اومیگا تھری فیٹی ایسڈ سے بھرپور ہوتی ہے۔ سردیوں میں بچے کو گرم سوپ بھی پلائیں۔ بچوں کی خوراک میں وٹامن سی سے بھرپور اشیاء مثلاً 'لیموں' امرود' ہرے پتوں والی سبزیاں، بروکلی، گوبھی اور پالک بھی شامل ہونی چاہئیں۔ وٹامن سی کی یومیہ مقدار 500 ملی گرام سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے۔

نہانا، ہاتھ منہ دھونا کیوں ضروری ہے ؟

بیکٹیریا اور وائرس کی وجہ سے ہونے والے انفیکشنز سے بچاؤ کے لئے بچوں کو ہاتھ دھونے کی عادت ڈلوائیں۔ یہ سردیوں میں نزلہ زکام سے بچاؤ کا سب سے آسان حل ہے۔ جن گھروں میں ہاتھ منہ دھونے اور نہانے کے لئے گرم پانی اور ہیٹر کا زیادہ استعمال ہوتا ہے' ان کے افراد میں جلد کی خشکی اور خارش کی شکایت زیادہ ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے جلد کی چکنائی بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ مزید برآں ڈاکٹر کی تجویز کے بغیر میڈیکیڈ صابن کا استعمال کم سے کم کرنا چاہئے، اس لئے کہ ان میں موجود کیمیائی اجزاء جلد پر منفی اثرات بھی مرتب کرتے ہیں۔ چھوٹے بچوں کو نہلانے کے بعد ان کی جلد پر کوئی اچھا سا لوشن یا کریم ضرور لگائیں تاکہ وہ خشکی کی شکار نہ ہو۔ اگر زیتون، سرسوں یا ناریل کے تیل سے بچے کا مساج کیا جائے تو نہ صرف اس کی ہڈیاں اور پٹھے مضبوط ہوں گے بلکہ وہ پرسکون نیند بھی سوئے گا۔

دھوپ کیوں ضروری ہے ؟

اچھی نیند کے لئے بچوں کا کمرہ نیم گرم اور پرسکون ہونا چاہئے جس کے لئے ہیومڈیفائر (humidifier) کا استعمال بھی مناسب ہے۔ بند کمروں میں جراثیم زیادہ ہوتے ہیں لہٰذا دن میں کچھ وقت کے لئے ان کے دروازے اور کھڑکیاں کھلی رکھیں تاکہ زیادہ ہوا اور دھوپ اندر داخل ہوسکے۔ سورج کی روشنی میں قدرتی طور پر یہ صلاحیت پائی جاتی ہے کہ وہ جراثیم کو ختم کرسکیں۔

معالج سے رابطہ کرنا ضروری ہے ؟

سردیوں میں نزلہ زکام اگر وائرس کی وجہ سے ہو تو زیادہ تر صورتوں میں وہ دوا کے بغیر بھی خود بخود ٹھیک ہو جاتا ہے لیکن اس کا سبب اگر بیکٹیریا ہوں تو اینٹی بائیوٹکس ادویات کا استعمال ضروری ہوتا ہے۔ ان دونوں معاملات میں تمیز ڈاکٹر ہی کرسکتا ہے لہٰذا اس کے مشورے کے بغیر دوا نہیں لینی چاہئے۔ اس کے برعکس بہت سی مائیں خود ہی بچے کو دوائیں شروع کرا دیتی ہیں اور وجہ یہ بتاتی ہیں کہ پچھلی دفعہ جب وہ بیمار ہوا تھا تو ڈاکٹر نے یہی دوا تجویز کی تھی۔ یہ سراسر غلط طرز عمل ہے جو بچوں کی صحت کے لئے نقصان کا باعث بن سکتا ہے۔

ننھے بچے پھولوں کی طرح نازک ہوتے ہیں جنہیں بڑوں کی نسبت زیادہ محبت اور توجہ کی ضرورت ہوتی ہے' اس لئے کہ وہ خود اپنا خیال اچھی طرح سے نہیں رکھ سکتے۔ اگرچہ والدین اپنی صحت کی قربانی دے کر بھی اپنے بچوں کی صحت کا خیال رکھتے ہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ بعض اوقات لاعلمی اور غلط تصورات کی وجہ سے وہ انہیں فائدہ پہنچانے کی بجائے ان کے لئے نقصان کا باعث بن جاتے ہیں۔ اس لئے انہیں چاہئے کہ محض سنی سنائی باتوں کی بجائے مصدقہ معلومات پر بھروسہ کریں۔

هفتۂ رفتہ

راشد العزیزی ندوی

۲۹؍ربیع الاول کو ماہ ربیع الثانی کا چاند نظر نہیں آیا

مولانا محمد انظار عالم قاسمی قائم مقام قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ نے اعلان کیا ہے کہ مورخہ ۲۹؍ربیع الاول ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۷؍نومبر ۲۰۱۹ء روز بدھ کو مرکزی دفتر امارت شرعیہ اور اس کی تمام شاخوں میں چاند دیکھنے کا اہتمام کیا گیا، ملک کے دیگر مقامات سے بھی رابطہ کیا گیا، لیکن اکثر جگہ مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ سے چاند دیکھے جانے کی خبر موصول نہیں ہوئی۔ لہٰذا ۳۰؍ کی رویت کا اعتبار کرتے ہوئے مورخہ ۲۹؍نومبر ۲۰۱۹ء روز جمعہ کو ماہ ربیع الثانی کی پہلی تاریخ قرار پائی۔

اقتدار میں بیٹھے لوگ آئینی اقدار کو پامال کر رہے ہیں: پرینکا گاندھی

کانگریس جنرل سکریٹری پرینکا گاندھی نے یوم آئین کے موقع پر ٹوئٹ کرکے کہا ہے کہ ''آج یوم آئین ہے اور اقتدار میں بیٹھے لوگ آئینی اقدار کو درکنار کرنے اور جمہوریت میں عوام کی طاقت کمزور کرکے 'پیسہ تنتر' کو فروغ دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔'' (ملت ٹائمز ۲۶؍نومبر)

قانون سازیہ کا سرمائی اجلاس میں کروڑوں روپے کا بجٹ پیش

بہار قانون سازیہ کے سرمائی اجلاس میں نائب وزیر اعلیٰ اور وزیر مالیات سشیل کمار مودی نے مالی سال 20-2019 کے لئے آمدنی اخراجات سے متعلق سپلمنٹری بجٹ پیش کیا۔ سکنڈ سپلمنٹری میں 12457.6190 کروڑ روپے کی تجویز پیش کی گئی ہے۔ ان میں سے سالانہ مد میں 5926.1114 کروڑ روپے اسٹیبلش منٹ اور اخراجات مد میں 6480.4270 کروڑ روپے اور مرکزی منصوبہ مد میں 15.0806 کروڑ روپے کی تجویز دی گئی ہے۔ (تاثیر ۲۲؍نومبر)

نقلی دودھ کا کاروبار کرنے والوں کے لئے سزائے موت

راجیہ سبھا میں ممبران نے ملک میں نقلی دودھ کی تجارت پر گہری تشویش کا اظہار کیا، اور اس کاروبار میں ملوث افراد کو پھانسی یا عمر قید کی سزا اور اس سے متعلق معاملات میں اگر وہ قصوروار پائے گئے تو کلکٹر کو ذمہ دار ٹھہرانے کا مطالبہ کیا۔ اس معاملے کو اٹھاتے ہوئے، بھارتیہ جنتا پارٹی کے ہرناتھ سنگھ یادو نے کہا کہ ملک میں پیداوار کے مقابلے چار گنا زیادہ دودھ کی کھپت ہو رہی ہے۔ ایسی صورت میں، مانگ کو پورا کرنے کے لئے نقلی یا زہریلا دودھ بڑے پیمانے پر تیار کیا جا رہا ہے جو نہ صرف نقصان دہ ہے بلکہ یہ جان لیوا کینسر کی بیماری ہونے کی بڑی وجہ بھی ہے۔ (یو این آئی ۲۲؍نومبر)

رحمانی فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام مفت آنکھوں کے آپریشن کیمپ کا اعلان

رحمانی فاؤنڈیشن کے شعبہ ہیلتھ کیئر کے زیر انتظام ۱۹۹۹ء سے غریب، ضرورتمند مریضوں کے لیے آنکھوں کے علاج کا انتظام کیا جاتا ہے، ملک کے ماہر ڈاکٹروں کی ٹیم آنکھوں میں لینس لگانے کا کام انجام دیتی ہے، ہر سال کی طرح اس سال بھی رحمانی فاؤنڈیشن نے مریضوں کا رجسٹریشن شروع کر دیا ہے، بڑی تعداد میں مریض اپنا چیک اپ کرا رہے ہیں، گذشتہ سال رحمانی فاؤنڈیشن نے ۲۴۲۷ مریضوں کی آنکھوں میں لینس لگایا، اور بارہ ہزار سے زائد مریضوں کی آنکھ کا علاج کیا گیا، واضح رہے کہ آنکھ کے علاج کا یہ معاملہ رحمانی فاؤنڈیشن کی جانب سے مفت کیا جاتا ہے، جس میں آپریشن کرانیوالے مریضوں کو لینس، دوا، چشمہ اور کھانا مفت دیا جاتا ہے، ہر مریض کا آپریشن کے بعد چالیس دنوں تک معائنہ ہوتا رہتا ہے، تاکہ آنکھ کی روشنی کامیاب رہے، اس سال رحمانی فاؤنڈیشن نے غریب اور ضرورتمند مریضوں کی تعداد کو دیکھتے ہوئے، طے کیا ہے کہ چار ہزار مریضوں کی آنکھوں میں لینس لگایا جائے گا، انشاء اللہ۔ اس سال ماہر چشم جناب ڈاکٹر بریندر کمار صاحب اور ان کی ٹیم لینس لگانے کی خدمت انجام دے گی، رحمانی فاؤنڈیشن کے لیے یہ خدمت بڑی اہم ہے، غریبوں کی آنکھوں کو روشنی ملتی ہے، اور ان کے لبوں پر دعاء ہوتی ہے، جو دل سے نکلتی ہے، رحمانی فاؤنڈیشن کے کارکنان کی خدمت بیحد اہم ہے، اور وہ لوگ بڑی محنت اور لگن کے ساتھ یہ خدمات انجام دے رہے ہیں۔

پٹنہ میٹرو ریل کارپوریشن کے ڈائرکٹر کی نامزدگی ایک مہینہ میں

حکومت نے واضح کیا ہے کہ بہار کی راجدھانی پٹنہ میں میٹرو نیٹورک کی تعمیر سے وابستہ شروعاتی کام شروع ہو چکا ہے اور پٹنہ میٹرو ریل کارپوریشن (پی ایم آر سی) کے چیرمین اور ڈائرکٹروں کی نامزدگی ایک مہینہ میں ہو جائے گی۔ شہری ترقیات اور رہائش کے وزیر ہردیپ سنگھ پوری نے لوک سبھا میں ایک ضمنی سوال کے جواب میں بتایا کہ پی ایم آر سی کے چیرمین اور چار ڈائرکٹروں کی نامزدگی کا عمل جاری ہے اور یہ کام ایک مہینہ میں پورا ہو جائے گا۔ اب تک مرکزی حکومت کی طرف سے ایکویٹی کے طور پر کارپوریشن کو پچاس کروڑ کی رقم جاری کی جا چکی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ صدر اور ڈائرکٹروں کی تقرری نہ ہونے سے میٹرو کا کام متاثر نہیں ہو رہا ہے۔ مٹی کی جانچ اور علاقہ کے سروے کا کام شروع ہو چکا ہے۔ یہ کام پروجیکٹ کا نفاذ کرنے والے دہلی میٹرو ریل کارپوریشن کے ذریعہ کئے جا رہے ہیں۔ مسٹر پوری نے بتایا کہ پٹنہ میں ۳۱۔۳۹ کلومیٹر لمبے میٹرو نیٹورک کی تعمیر پر ۱۳۳۱۱ کروڑ روپے کی لاگت آئے گی جس میں ایک بڑی رقم جاپان انٹرنیشنل کوآپریشن ایجنسی (جے آئی سی اے) سے قرض کے طور پر ملنے والی ہے۔ جے آئی سی اے سے قرض لینے کا دستاویزی عمل بھی شروع کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ میٹرو کے دونوں کوریڈور۔ دانا پور سے میٹھا پور اور پٹنہ ریلوے اسٹیشن سے نئے بین الاقوامی بس اڈہ پر شروعاتی کام جاری ہے۔ اس پروجیکٹ کو اس سال فروری میں مرکزی کابینہ کی منظوری ملی تھی۔ پی ایم آر سی میں چیرمین اور ڈائرکٹروں کی نامزدگی شہری ترقیات اور رہائش کی وزارت کو کرنی ہے۔ (یو این آئی ۲۲؍نومبر)

بقیات

بقیہ یادوں کے چراغ .... ان کے زمانہ قیام دبئ میں جب بھی دبئ گیا تو کم از کم ایک ملاقات مفتی ثمین اشرف قاسمی دامت برکاتہم کے یہاں ضرور ہوتی، جو کئی نامور اہل اللہ کے خلیفہ ہیں، دسترخوان لگتا، مجلس جمتی، مفتی صاحب میر مجلس ہوتے اور ہم سب علمی بحثوں میں لگ جاتے، مولانا محمد غزالی ندوی عزیز تھے، کم عمر تھے، لیکن بہت جچی تلی رائے دیتے، وہ زاہد خشک نہیں تھے، لیکن ہم لوگوں کے سامنے بے تکلف ہونے کی کوشش کبھی نہیں کرتے، انہوں نے بڑی باوقار زندگی گذاری اور بہترین موت پائی، یہ بھی عجب اتفاق ہے کہ ان کی پیدائش بھی جمعہ کو ہوئی اور موت بھی جمعہ کو۔

اللہ انہیں غریق رحمت کرے، پس ماندگان کو صبر جمیل دے، بچے ابھی چھوٹے ہیں، انہیں بے سہارا نہ سمجھا جائے، کیوں کہ جب اللہ ظاہری سہارا چھین لیتا ہے تو وہ بلا اسباب ظاہری کے بلا واسطہ سہارا بن جاتا ہے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے لیے نمونہ ہے، وہ یتیم پیدا ہوئے، ماں بھی چلی گئیں، دادا نے رخت سفر باندھ لیا، لیکن اللہ نے اس یتیم کو در یتیم بنا دیا، اور **ورفعنا لک ذکرک** کا مژدہ سنایا، اللہ سے کچھ بعید نہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، ان اللہ علی کل شئی قدیر

بقیہ کتابوں کی دنیا .... اور شعرا حضرات عبد و معبود کے فرق کو فراموش کر دیتے ہیں، مولانا نے اپنی نعتوں میں اس فرق کو ملحوظ رکھا ہے، اور کہیں جذبات میں آگے بڑھنے لگے تو خود نکیل کسی، مثلا نعت کا یہ شعر دیکھیے۔

پھنستی ہے بھنور میں ، جو قمر کی کبھی کشتی
آتا ہے فقط تو ہی مجھے میرے خدا یاد

نعت کے مسلسل اشعار سے جدا کر کے دیکھیے تو یہ شعر خالص حمد کا ہے، مناجات کا ہے، چونکہ بھنور سے کشتی نکالنا اللہ کا کام ہے، اس لیے مولانا نے فقط ''تو ہی'' پر اکتفا نہیں کیا آگے ''مجھے میرے خدایا'' کہہ کر واضح کر دیا کہ امید خدا سے ہی لگائی جا رہی ہے۔

مجموعہ کی غزلیہ شاعری میں مولانا نے محبوبہ سے باتیں کم کی ہیں، گیسوئے خمدار، نگاہ طرحدار اور تیر نیم کش کے تذکرہ سے گریز کیا ہے، ان کی غزلیہ شاعری عصری حیثیت سے بھرپور شاعری ہے، نیز ''اور بھی غم ہیں زمانہ میں محبت کے سوا'' کی عملی تصویر و تفسیر، بقول ڈاکٹر ممتاز احمد خان: مولانا موصوف کے خیالات پاکیزہ ہوتے ہیں وہ اپنے خیالات واحساسات کو سادگی اور سلیقہ سے پیش کرنے کا ہنر جانتے ہیں'' اسی لیے پورے مجموعہ میں کہیں بھی سوقیانہ لفظ آپ کو نہیں ملے گا۔

شمس اسٹڈی سرکل چک اولیا، ویشالی اس کتاب کا ناشر ہے اور یہیں سے دو سو روپے دے کر یہ کتاب حاصل کی جا سکتی ہے، ملنے کے پتے اور بھی ہیں، لیکن ان سب کے نقل کی نہ یہاں ضرورت ہے نہ گنجائش۔ البتہ اس موبائل نمبر سے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔ 9955732138

اعـــلان مفقـود الخبـــری

معاملہ نمبر ۱۰۱/۱۳۴۷/۱۴۴۰ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ بسوریا مغربی چمپارن)

ناصرہ خاتون بنت نیاز میاں پھلگول ڈاکخانہ مٹھیا تھانہ رام نگر ضلع مغربی چمپارن۔ فریق اول

بنام

قیام الدین انصاری ولد محمد موسیٰ انصاری مقام پکری ڈاکخانہ بڑگوں ضلع مغربی چمپارن۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء دار العلوم بسوریا ضلع مغربی چمپارن میں عرصہ چار سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کیے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۴؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ مطابق ۳۱؍ دسمبر ۲۰۱۹ء بروز منگل بوقت ۹؍ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱/۴۳۹/۱۴۴۱ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ مدرسہ شمسیہ گرگاواں گڈا)

زینب خاتون بنت محمد صفید مقام وڈاکخانہ بھانجو رتھانہ مہگاواں ضلع گڈا جھارکھنڈ۔ فریق اول

بنام

محمد شعیب ولد محمد رفیق مقام وڈاکخانہ لوگائیں، تھانہ مہگاواں ضلع گڈا جھارکھنڈ۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول زینب خاتون بنت محمد صفید نے آپ فریق دوم محمد رفیق کے خلاف دار القضاء مدرسہ شمسیہ گرگاواں ضلع گڈا میں عرصہ ڈھائی سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کیے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۳؍ جمادی الاولیٰ ۴۱ھ مطابق ۳۰؍ دسمبر ۱۹ء روز سوموار بوقت ۹؍ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۳۵/۴۷۶/۱۴۴۰ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ واسع پور دھنباد)

شبانہ خاتون بنت محمد قیوم انصاری مقام وڈاکخانہ بھتیا تھانہ گوبند پور ضلع دھنباد۔ فریق اول

بنام

محمد قربان انصاری ولد محمد اسلم انصاری مقام آملہ ٹانڑ ڈاکخانہ وتھانہ گوبند پور ضلع دھنباد۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول شبانہ خاتون بنت محمد قیوم انصاری نے آپ فریق دوم محمد قربان انصاری ولد محمد اسلم انصاری کے خلاف دار القضاء واسع پور دھنباد میں عرصہ ڈھائی سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کیے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۳؍ جمادی الاولیٰ ۴۱ھ مطابق ۳۰؍ دسمبر ۱۹ء روز سوموار بوقت ۹؍ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۶/۱۶۶/۱۴۴۰ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ جامتاڑا جھارکھند)

صوفی خاتون بنت محمد نعیم منیہار مقام مینا بازار نزد منا اچار والا، مدھوپور، دیوگھر جھارکھنڈ۔ فریق اول

بنام

عبد القیوم منیہار ولد عبد الغفار منیہار مارواڑی چوڑی والا مقام دیپ سیکھا روڈ کالونی بیگوسرائے۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ دار العلوم وحیدیہ مہوڑا جامتاڑا جھارکھنڈ میں عرصہ پانچ سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کیے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۹؍ دسمبر ۲۰۱۹ء روز اتوار بوقت ۹؍ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۴/۱۰۴۱/۱۴۴۱ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ سیوان)

نور صبا خاتون بنت جمدار حسین مرحوم مقام کڑیا پور ڈاکخانہ برہریا تھانہ برہریا ضلع سیوان۔ فریق اول

بنام

محمد آل حسن ولد عظیم الحق مرحوم مقام ارنڈہ ڈاکخانہ حسن پورہ تھانہ حسن پورہ ضلع سیوان۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نور صبا خاتون بنت جمدار حسین مرحوم نے آپ فریق دوم محمد آل حسن ولد عظیم الحق کے خلاف دار القضاء سیوان میں عرصہ دس سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کیے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۳؍ جمادی الاولیٰ ۴۱ھ مطابق ۳۰؍ دسمبر ۱۹ء روز سوموار بوقت ۹؍ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۴۹/۱۲۶/۱۴۴۰ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ معروف گنج گیا)

صابرین پروین بنت قیوم خان مقام محبت پور ڈاکخانہ شیرگھاٹی ضلع گیا۔ فریق اول

بنام

وکرم ولد شہید مقام پونے ڈاکخانہ پونے ضلع پونے مہاراشٹرا۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول صابرین پروین بنت قیوم نے آپ فریق دوم وکرم ولد شہید کے خلاف دار القضاء معروف گنج گیا میں عرصہ سات سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کیے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۶؍ جمادی الاولیٰ ۴۱ھ مطابق ۲؍ جنوری ۲۰۲۰ء روز جمعرات بوقت ۹؍ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

مجوزہ شہریت ترمیمی بل ۲۰۱۹ء آئین و دستور ہند کے خلاف: حضرت امیر شریعت

شہریت ترمیمی بل ۲۰۱۹ اور این آرسی کے تعلق سے امارت شرعیہ میں ملی تنظیموں کا مشاورتی اجتماع

شہریت ترمیمی بل ۲۰۱۹ء اور این آرسی کے مسئلہ پر دفتر امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں شہر پٹنہ کی ملی تنظیموں اور اداروں کے ذمہ داروں کی ایک خصوصی نشست ۲۵؍نومبر ۲۰۱۹ء کو زیر صدارت مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی مدظلہ منعقد ہوئی، اپنے صدارتی خطاب میں حضرت امیر شریعت مدظلہ نے فرمایا کہ شہریت ترمیمی بل ۲۰۱۹ء جو پارلیامنٹ میں ٹیبل ہو چکا ہے وہ آئین اور دستور ہند کے خلاف ہے، ایک کثیر المذاہب اور کثیر الثقافت ملک میں مذہب کی بنیاد پر تفریق کرنا سیکولرزم، جمہوریت کی روح اور خود اس ملک کے مزاج کے منافی ہے۔ آپ نے این آرسی کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس حکومت کا صاف ایجنڈا ہے کہ این آرسی صرف مسلمانوں کے لئے ہوگی اور اس کا مقصد لاکھوں مسلمانوں کو پریشان کرنا اور ان کو ہندوستان سے بے دخل کرنا ہے، ان حالات میں مسلمانوں کو نہیں گھبرانا چاہئے، بلکہ ہمت وحوصلہ سے زندگی گذارنے اور آگے بڑھنے نیز ضروری کاغذات کو تیار کرنے اور جمع کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ نے ملک کی تمام سیکولر پارٹیوں سے اپیل کی کہ وہ اس ظالمانہ ومتعصّبانہ غیر آئینی شہریت ترمیمی بل کی پرزور مخالفت کریں اور اس کو راجیہ سبھا سے پاس نہ ہونے دیں۔ آپ نے اس عزم کا اظہار کیا کہ اگر خدانخواستہ یہ بل ایوان سے پاس ہوجاتا ہے، تو اس کو دستوری اعتبار سے سپریم کورٹ میں چیلنج بھی کیا جائے گا، اور اس وقت اسے واپس لینے کا ہر دستوری طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ اس موقع پر حضرت امیر شریعت مدظلہ نے مختلف اصحاب کی آراء کی روشنی میں طے فرمایا کہ اس کے لئے چند جہتوں سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ رجوع الی اللہ، توبہ واستغفار اور دعاؤں کا اہتمام کثرت سے کیا جائے۔ اور اللہ سے حالات کو بدلنے کی دعا کی جائے، بلا شبہ اللہ تعالیٰ وقت اور حالات کو بدلنے والا ہے، وہی مسلمانوں کو مصائب سے نکالے گا۔ دوسری بات یہ کہ ان دونوں بل کو راجیہ سبھا سے کالعدم قرار دینے کے لئے ملکی سطح پر سیکولر پارٹیوں کے نمائندوں سے ملاقات اور گفت وشنید کی جائے اور ان پر دباو ڈالا جائے کہ وہ اس بل کی مخالفت راجیہ سبھا میں کریں۔ تمام ملی تنظیموں کے اشتراک سے امن پسند برادران وطن کو ساتھ لے کر اس بل کے مضمرات سے عوام وخواص کو واقف کرایا جائے، اگر خدانخواستہ شہریت ترمیمی بل پارلیامنٹ کے دونوں ایوانوں سے پاس ہوجاتا ہے تو اس کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا جائے اور دستور ہند کی مختلف دفعات کے حوالہ سے اسکو خلاف دستور ہونے کی عرضی داخل کی جائے۔ اس کے علاوہ حضرت امیر شریعت نے تمام ملی تنظیموں کے نمائندوں سے اپیل کی کہ وہ ابھی جاری ووٹر ویریفکیشن پروگرام، آئندہ سال اپریل سے شروع ہونے والے این پی آر (NPR) اور متوقع این آرسی کے تعلق سے خبردار کرتے رہیں اور انہیں اپنے اپنے کاغذات ودستاویزات جمع کرنے اور اگر کوئی اصلاح کی ضرورت ہو تو اصلاح کی طرف متوجہ کرتے رہیں، اس سلسلہ میں پوری توجہ اور دلجمعی سے ایک ایک مسلمان کے نام کو ووٹر لسٹ اور مردم شماری کے رجسٹر میں شامل کرانے کی جدوجہد کی جائے اور یہ سارا کام بے خوف ہوکر کیا جائے۔ اس سے قبل اپنے افتتاحی خطبے میں امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی نے مسئلہ کی حساسیت ونزاکت اور فکرمندی کے ساتھ اس کے حل کے لئے اجتماعی کوششوں کو بروئے کار لانے کی طرف توجہ دلائی، آپ نے اپنے خطبے میں اس تعلق سے حضرت امیر شریعت مدظلہ کی فکرمندی اور امارت شرعیہ کی جانب سے کی جانے والی منظّم کوششوں کا تفصیلی تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ مفکر اسلام امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ وسجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم نے اس مسئلہ کی نزاکت کا بروقت ادراک کیا، اور ملکی پیمانے پر لوگوں کو اس سے آگاہ کرنے اور اس کے لیے تیاری کرنے کی ہدایت جاری کی، اور جس وقت ملت کا ایک بڑا طبقہ شش وپنج کی کیفیت میں مبتلا تھا اور اس تعلق سے شک وشبہ میں پڑا تھا آپ نے پورے وثوق اور ایمانی بصیرت کے ساتھ یہ بات اٹھائی کہ این آرسی مسلمانوں کو پریشان کرنے کے لیے لایا جارہا ہے، اس لیے آپ اس کی بروقت تیاری کرلیں۔ امارت شرعیہ نے حضرت امیر شریعت مدظلہ کی ہدایت پر نہ صرف بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ بلکہ ملک کے چپہ چپہ میں اس آواز کو پہونچایا، لوگوں کو دستاویزات درست کرانے کی صرف ترغیب ہی نہیں دی، بلکہ ان کی عملی رہنمائی بھی کی، ہزاروں کی تعداد میں پمفلٹ چھپوا کر تقسیم کیے، اخباروں میں اشتہارات، بیانات اور مضامین کے ذریعہ لوگوں کو آگاہ کیا، ایک ٹیم مسلسل فون کے ذریعہ تینوں صوبوں میں موجود امارت شرعیہ کے ہزاروں نقباء، نائبین نقباء، ارباب حل وعقد، ارکان شوریٰ وعاملہ، ائمہ مساجد، علماء کرام، دانشوران، سماجی خدمت گاران اور فعال نوجوانوں کو متوجہ کرتی رہی کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں تحریک چلا کر لوگوں کے کاغذات درست کروائیں اور ووٹرس ویری فکیشن کا کام بھی ترجیحی بنیاد پر کریں۔ اس سلسلہ میں وہاٹس ایپ، ای میل، فیس بک، ٹوئیٹر اور سوشل میڈیا کے دوسرے ذرائع کا بھی سہارا لیا گیا اور اس پیغام کو عام کیا گیا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج ملک کا شاید ہی کوئی آدمی ہوگا جس تک امارت شرعیہ کا پیغام اور حضرت امیر شریعت کی ہدایت نہ پہونچی ہو۔ آپ نے کہا کہ اس لیے ہم سب کی ذمہ داری ہیکہ اپنے طور پر کاغذات کے اعتبار سے مضبوط رہیں، دستاویزات تیار کرلیں اور خوف ودہشت میں بالکل مبتلا نہ ہوں۔ اس ملک کی آزادی کے لیے مسلمانوں نے دوسروں سے زیادہ قربانیاں دی ہیں، اور دوسروں سے زیادہ بنایا اور سنوارا ہے۔ اس ملک پر مسلمانوں کا حق ہے، ملک کے آئین نے انہیں اس میں برابر کا حق دیا ہے، یہ حق ان سے کوئی چھین نہیں سکتا اور کوئی بھی طاقت مسلمانوں کو اس ملک سے بے دخل نہیں کرسکتی۔ حکومتیں آتی جاتی رہیں گی، یہ ملک باقی رہے گا، آئین باقی رہے گا، مسلمان باقی رہیں گے، ان شاء اللہ۔ انہوں نے اس میٹنگ کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہم اس وقت حضرت امیر شریعت مدظلہ کی صدارت میں جمع ہیں۔ پوری قوم ہماری طرف امید کی نگاہ سے دیکھ رہی ہے، انہیں مشکلات سے بچانے کے لیے بروقت متحدہ حکمت عملی طے کرنا ہمارا اخلاقی، سماجی، ملی وقومی فریضہ ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید رکھتے ہیں کہ آج کی یہ نشست موجودہ حالات میں ملت اسلامیہ اور ملک کے لیے سنگ میل ثابت ہوگی۔ حضرت مولانا سید شاہ ہلال احمد قادری خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف نے کہا کہ جو مسئلہ سامنے ہے اس کے سد باب کی مضبوط اور موثر کوشش کی جائے، انہوں نے انابت اللہ اور اللہ کی طرف رجوع کا مشورہ بھی دیا آپ نے استغفار اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ کے ورد کے ساتھ تسبیح یونس کا اہتمام کرنے اور اللہ سے مصائب کے حل کے لیے دعا کرنے کی اپیل کی اور کہا کہ اس بل کے خلاف متحدہ کوشش ضروری ہے۔ مولانا مشہود احمد قادری ندوی پرنسپل مدرسہ شمس الہدیٰ پٹنہ نے کہا کہ گو کہ ابھی این آرسی کے خدوخال واضح نہیں ہیں، لیکن ہمیں چوکنا رہنے کی ضرورت ہے، لیکن اس کے پہلے کے مرحلہ میں کیا حکمت عملی ہو اس پر بھی غور کرا چاہئے، اس بل کو راجیہ سبھا میں پاس نہ ہونے دیا جائے اس کی تدبیر کرنے کی ضرورت ہے۔ مشہور صحافی خورشید انوار عارفی نے کہا کہ یہ حکومت کا بہت پرانا ایجنڈا ہے کہ ہندوستان کو ہندوراشٹر بنا دیا جائے ابھی اس کے پاس پارلیامنٹ کی قوت ہے اس کو بروے کار لا کر وہ اپنے ایجنڈے کو پورا کرنے میں لگی ہے۔ ہمیں اکثریتی فرقے کے امن پسند لوگوں کے ساتھ مل کر اس کے خلاف احتجاج کرنا چاہئے کہ مذہب کی بنیاد پر یہ تفریق آئین کے خلاف ہے، جناب الحاج حسن احمد قادری ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء بہار نے بھی رائے دی کہ بل کی مخالفت کی جائے، انہوں نے کہا کہ حکومت تاناشاہ کی طرح کام کررہی ہے، اسلیے سیکولرزم پر اعتقاد رکھنے والوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ حکومت کے اس ایجنڈے کی پوری قوت کے ساتھ مخالفت کریں۔ جناب رضوان احمد اصلاحی نے امیر حلقہ جماعت اسلامی بہار نے کہا کہ یہ بل نہ صرف مسلمانوں کے لیے بلکہ امن پسند غیر مسلموں کے لیے بھی قابل قبول نہیں ہے، اور لوگ اس کے خلاف احتجاج کررہے ہیں، ہمیں بھی سب کو ساتھ لے کر احتجاج کرنا چاہئے کیوں کہ اگر یہ بل پاس ہوجاتا ہے تو کئی نئے فتنوں کا دروازہ کھل جائے گا۔ مشہور صحافی وناظم نشر واشاعت جمعیۃ علماء بہار جناب انوار الہدیٰ صاحب نے کہا کہ مسلمانوں کو پریشان کرنے کے لیے منفی پروپیگنڈہ، مسلمان بائی برتھ یہاں کے باشندہ ہیں، یہ ناانصافی ہے کہ ایسے لوگوں کو پریشان کیا جائے اور انہیں الجھا کر رکھا جائے، ۲۰؍کروڑ عوام کو پریشان کرنے کی یہ حکومت کی سوچی سمجھی سازش ہے، اس کی پرزور مخالفت ہونی چاہئے۔ جناب مولانا پروفیسر شکیل احمد قاسمی اورینٹل کالج پٹنہ نے کہا کہ نفس فکر سے سب لوگوں کا اتفاق ہے، اس کی حکمت عملی پر غور کرنا چاہئے اور اس کے لیے ایک پریشر گروپ بنانا چاہئے، انہوں نے کہا کہ امارت شرعیہ نے ہر نازک مسئلہ پر موثر اقدام کیا ہے اور آگے بڑھ کر ملت کی رہنمائی کی ہے، سب لوگوں کا امارت شرعیہ پر اعتماد اور بھروسہ ہے، امارت شرعیہ اس کے لیے جو بھی موثر قدم اٹھائے گی ہم سب اس کے ساتھ ہیں۔ اہل تشیع کے معروف عالم دین سید امانت حسین مجلس علماء وخطباء امامیہ بہار نے کہا کہ خطرہ ظاہر ہے، ہمیں دفاع کی تدابیر پر غور کرنا چاہئے اور اس بل کو پاس ہونے سے روکنا چاہئے۔ جناب مولانا غازی صاحب امیر امارت اہل حدیث صادق پور پٹنہ نے کہا کہ ہمیں اپنے اعمال کی اصلاح کی بھی ضرورت ہے، ہم اپنے اخلاق وکردار کو سدھاریں اور اللہ کی طرف رجوع کریں، آج مسلمانوں کے پریشان ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ سے رابطہ کمزور ہوگیا ہے، اللہ سے اپنے ربط کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ مولانا اعجاز کریم صاحب صدر تنظیم ائمہ مساجد بہار نے کہا کہ دفاعی اور اقدامی دونوں کوششوں کی ضرورت ہے، بل کی مخالفت بھی کی جائے اور مسلمان اپنے آپ کو کاغذات ودستاویزات کے اعتبار سے تیار بھی رکھیں انہوں نے کہا کہ حضرت امیر شریعت مدظلہ کا جو حکم ہوگا ہم سب لوگ اس کو مانیں گے۔ اس اجلاس کی نظامت مولانا مفتی محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے کی آپ نے اپنی تمہیدی گفتگو میں اجلاس کا مقصد بیان کیا، مولانا محمد عادل فریدی صاحب نے شہریت ایکٹ ۱۹۵۵ء اور شہریت ترمیمی بل ۲۰۱۹ء کا تقابل کر کے جہاں جہاں ترمیم ہوئی ہے اس حصہ کا اردو خلاصہ پیش کیا اور ترمیم سے قبل کے ضابطہ اور ترمیم کے بعد پڑنے والے اثرات کو تفصیل کے ساتھ سامعین کے سامنے رکھا، اجلاس کا آغاز مولانا مفتی محمد مجیب الرحمٰن قاسمی کی تلاوت کلام اور نعت پاک سے کاروائی کا آغاز ہوا اور حضرت امیر شریعت مدظلہ کی دعاء پر اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اس اجلاس میں ان حضرات کے علاوہ جناب مولانا مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ، مولانا احمد حسین صاحب معاون ناظم، مفتی سہیل احمد قاسمی، صدر مفتی امارت شرعیہ، مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ، مفتی وصی احمد قاسمی نائب قاضی، جناب سمیع الحق صاحب نائب انچاج بیت المال، مفتی سعید الرحمٰن قاسمی صاحب مفتی امارت شرعیہ، مولانا انظار عالم قاسمی نائب قاضی امارت شرعیہ، مولانا ابوالکلام شمسی قاسمی، مولانا رضوان احمد ندوی وغیرہ بھی شریک ہوئے اور قیمتی تجاویز پیش کیں سبھی حضرات نے اجتماعی طور پر شہریت ترمیمی بل کی مخالفت اور اس کے سد باب کے لئے ہر جہت سے جدوجہد کرنیکے عزم کا اظہار کیا اور کئی اہم تجاویز کو منظوری دی۔

ریویو پٹیشن کے لئے مسلم فریق تیار

مسلم پرسنل لا بورڈ اور جمعیۃ علماء ہند کی طرف سے ۹؍دسمبر سے قبل پٹیشن داخل ہوجائے گا، ۹؍نومبر کو بابری مسجد کی زمین کی ملکیت تنازع میں سپریم کورٹ نے اپنے فیصلے میں 2.77 ایکڑ کی پوری زمین رام مندر کو دے دی تھی اور مسجد کے لئے سرکار سے ۵؍ایکڑ زمین اجودھیا کی اہم مقام پر فراہم کرنے کا آرڈر دیا تھا، مسلم فریقوں میں فیصلہ آنے کے بعد پہلے ہی دن سے اس فیصلہ پر عدم اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے ریویو پٹیشن میں جانے کے اشارے دے دئے تھے، پھر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اور جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ نے بھی اس پر مہر لگادی، چنانچہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ جو شروع سے سات فریقوں کی طرف سے پیروی کررہا ہے اس نے سنئیر وکلاء کے تعاون سے ریویو پٹیشن داخل کرنے کی تیاری مکمل کرلی ہے، اور جمعیۃ علماء ہند جس کی طرف سے بحیثیت ایک فریق پیروی ہورہی ہے اس نے بھی اپنی تیاری پوری کرلی ہے، دونوں تنظیم کی طرف سے ۹؍دسمبر سے قبل ریویو پٹیشن سپریم کورٹ میں داخل ہوجائے گا، ریویو پٹیشن داخل کرنے کے فیصلے کی ضرورت اور اہمیت کو بتاتے ہوئے کہا گیا ہے کہ ایک ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل سپریم کورٹ کے فیصلہ میں مسلمانوں کے بیشتر دلائل کو تسلیم کیا گیا ہے، اور اس کے باوجود زمین رام لیلا کو دی گئی ہے جو نہ صرف سمجھ سے باہر کی بات ہے بلکہ یہ فیصلہ کئی نقطہ نظر سے قابل غور بھی ہے، قانونی اعتبار سے ایسے فیصلوں میں اس بات کی گنجائش ہے کہ دوبارہ اس پر نظر ثانی کی درخواست کی جائے اور اس سے پہلے بہت سے مقدمات میں نظر ثانی ہوئی ہے اور اس کا فائدہ بھی حاصل ہوا ہے، اس لئے ریویو پٹیشن میں جانے کا مقصد ہرگز قومی یکجہتی اور امن وامان کو خطرہ میں ڈالنا نہیں بلکہ قانون میں حاصل مراعات سے فائدہ اٹھانا ہے۔

Volume:59/69,Issue:46 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqeeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND

NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

سچ جہاں پا بستہ ملزم کے کٹہرے میں ملے
اس عدالت میں سنے گا عدل کی تفسیر کون
(پروین شاکر)

ایک پریشان کن فیصلہ، جو حیران کن بھی ہے

تحریر مادھو گوڈ بولے (سابق مرکزی ہوم سکریٹری) ترجمہ وتبصرہ: عبدالعزیز

مسٹر مادھو گوڈ بولے، سابق مرکزی ہوم سکریٹری تھے، کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ بابری مسجد پر ان کی کتاب The Babri masjid Ram mandir Dilema:An Acid Test for India۔(بابری مسجد رام مندر مخمصہ ـ ہندوستان کے لیے سخت اور نتیجہ خیز آزمائش) بہت مشہور ہے کتاب میں حقیقت پسندی سے کام لیا گیا ہے پیش نظر مضمون ۱۹؍نومبر ۲۰۱۹ء کے انگریزی روز نامہ ''دی انڈین ایکسپریس'' میں شائع ہوا ہے۔ مادھو جی رقمطراز ہیں:

ہندستان کی سپریم کورٹ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ دنیا کی پاورفل (بااختیار اور طاقتور) عدالتوں میں سے ایک ہے۔اس کے فیصلے دستور ہند کے قانوناً حصے قرار پاتے ہیں۔ پارلیمنٹ کا اسے تیسرا چیمبر بھی کہا جاتا ہے کیونکہ ہر فیصلہ قانون کا درجہ حاصل کرلیتا ہے۔لہٰذا اجودھیا فیصلہ کو اسی روشنی میں جانچنا پرکھنا چاہئے۔اس کے بانیوں نے دستور کو جدت پسندی اور روشن خیالی آراستہ وپیراستہ کیا ہے جو نہ صرف ایک قانونی دستاویز ہے بلکہ سماجی او اقتصاری تبدیلی کا ضامن ہے۔اس کے بنیادی حقوق سے سیکولرزم کے اصول وضوابط کی پوری جھلک نظر آتی ہے، مگر اس کے بہت سے ایسے حصے ہیں جس کی تبدیلی سے اصول اور حقیقت میں نمایاں فرق معلوم ہوتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ دستور ساز کمیٹی لفظ سیکولر کی تعریف پر اتفاق کرنے میں ناکام رہی جس کی وجہ سے دستور کو سیکولر لکھنے یا کہنے پر اتفاق نہیں ہوسکا۔

ایمرجنسی کے دوران 1976ء میں دستور میں 42ویں ترمیم کی گئی اور اس کی تمہید میں لفظ سیکولرزم جوڑ دیا گیا۔ سپریم کورٹ نے بعد میں تمہید کو دستور کا بنیادی ڈھانچہ قرار دیا۔ جب بھی سیکولرزم پر کوئی خطرہ لاحق ہوگا کورٹ کا یہ فیصلہ اس کے تحفظ وسلامتی کیلئے کافی ہوگا۔سپریم کورٹ نے سیکولرزم کو اس وقت مزید تقویت پہنچائی جب ملک میں حکمرانی کے حوالے سے کئی مقدمات میں فیصلے کئے۔خاص طور پر دستور ہند کی دفعہ 356 کے سلسلے میں جو فیصلے کئے گئے اس کی وجہ سے بعد میں آنے والی حکومتوں کیلئے دفعہ 356 کے غلط استعمال میں بڑی رکاوٹ ثابت ہوئی۔ بابری مسجد کے انہدام کے بعد 1993ء میں بومئی کیس میں جو فیصلہ ہوا اس کے تحت بی جے پی کی ماتحت حکومتیں ہماچل پردیش، مدھیہ پردیش اور راجستھان میں برخاست کردی گئیں اور اسے سیکولرزم کی روشنی میں غور وخوض کیا گیا اور اس کی برخاستگی کو قانوناً صحیح قرار دیا گیا۔کورٹ نے اپنے فیصلے میں لکھا ہے کہ ''اسٹیٹ کے معاملے میں مذہب کیلئے کوئی جگہ نہیں ہے اور نہ ہی کوئی سیاسی پارٹی بیک وقت مذہبی پارٹی ہوسکتی ہے۔سیاست اور مذہب کو ملایا نہیں جاسکتا۔کوئی بھی ریاستی حکومت جو غیر سیکولر سیاست یا غیر سیکولر عمل کرے گی وہ دستور کے منافی قرار دی جائے گی اور دفعہ 356 کے تحت اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی''۔

سیکولرزم کو بحال رکھنے اور اسے مضبوط کرنے کے اس پس منظر میں اگر دیکھا جائے تو سپریم کورٹ کا اجودھیا معاملے میں فیصلہ انتہائی پریشان کن ہے۔اس پر سوالات کئے جاسکتے ہیں کہ کیا اس سے ملک میں سیکولرزم کو تقویت حاصل ہوگی؟ اس سے کیا سیکولرزم کو استحکام حاصل ہوگا؟ خاص طور پر اس وقت بہت زیادہ اہم ہے جبکہ اکثریتی عقیدے کو چندسالوں سے بڑھاوا دیا جارہا ہے۔

فیصلے میں کورٹ نے کہا ہے کہ ''22دسمبر 1949ء کو بابری مسجد کے اندر رام للا مورتی رکھنا غلط تھا''۔کورٹ نے یہ بھی لکھا ہے کہ ''6دسمبر 1992ء کو مسجد کا انہدام غیر قانونی تھا''۔ یہ دونوں عمل سیکولرزم کو پامال کرتا ہے۔حقیقت تو یہ ہے کہ یہ سیکولرزم کا منفی پہلو ہے۔مسلمانوں کو مسجد کی تعمیر کیلئے کورٹ نے پانچ ایکڑ زمین تبادلے میں تلافی کیلئے جو دینے کا فیصلہ کیا ہے کیا یہ صحیح ہے؟ نفسیاتی طور پر ان کی عبادت کی جگہ کو تباہ کرنے سے کیا انھیں شدید چوٹ نہیں پہنچی ہے؟ کورٹ کو تو کم سے کم مرکزی حکومت کو یہ ہدایت دینا چاہئے تھا کہ مسجد جس جگہ گرائی گئی تھی اسی جگہ پر تعمیر کی جائے۔نرسمہا راؤ وزیر اعظم تھے جب مسجد کا انہدام ہوا تھا، انھوں نے پارلیمنٹ میں ''اعلان کیا تھا کہ مسجد اس جگہ پر تعمیر کی جائے گی جہاں گرائی گئی ہے۔ بعد میں انھوں نے یہ کہا کہ وہ اپنے بیان اور وعدے پر قائم ہیں اور اسے پورا کرنا چاہتے ہیں۔ حالیہ چند سالوں میں فرقہ وارانہ فساد میں بہت سے چرچ کو تباہ کیا گیا۔ میں نے اس سلسلے میں وکالت کی کہ ایسا قانون بنایا جائے کہ جب بھی کسی بھی مذہب کی عبادت گاہ کو نقصان پہنچایا جائے یا تباہ و برباد کیا جائے تو حکومت اس کی مرمت کرے یا تعمیر کرے۔صرف اسی طرح سے ہی سیکولرزم کو باقی رکھا جاسکتا ہے اور اقلیتوں میں تحفظ کا احساس اور دستور اور حکومتوں پر بھروسہ ہوسکتا ہے''۔

خاص طور پر پانچ ججوں والی بنچ کا اتفاق رائے سے اجودھیا مقدمہ میں فیصلہ انتہائی پریشان کن ہے۔کیا اس فیصلے سے سیکولرزم کو محدود نہیں کر دیا گیا ہے؟ سپریم کورٹ کے اس فیصلے سے تو یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ اکثریتی فرقہ قانون اپنے ہاتھ میں لے سکتا ہے اور اقلیت کی کسی بھی عبادت گاہ کو جب چاہے تباہ و برباد کرسکتا ہے۔اور اسے انعام کے طور پر جگہ مندر بنانے کیلئے سپرد کی جاسکتی ہے۔ یہ انتہائی پریشان کرنے والی چیز ہے۔کیا اس سے اقلیتی فرقہ متاثر نہیں ہوگا؟ اور مستقبل میں اس کو خطرہ درپیش نہیں ہوگا اور عدم تحفظ کا شکار نہیں ہوگا؟

کسی بھی مہذب ملک میں اکثریتی فرقہ کو خاص طور پر یہ ذمہ داری لینی چاہئے کہ وہ اقلیتی فرقے کا تحفظ کرے گا۔ بابری مسجد کے انہدام کے بعد دسمبر 1992ء اور جنوری 1993ء میں بمبئی میں فسادات ہوئے تھے۔ گجرات میں 2002ء میں اسی کے نتیجے میں فساد برپا کیا گیا تھا۔اس کی وجہ سے اقلیتوں میں عدم تحفظ کا احساس پیدا ہوا اور Ghetto (اقلیتی محلّہ) کا اضافہ ہوتا رہا اور شناختی سیاست کرنے والی طاقتوں کو طاقت اور حوصلہ ملتا رہا۔

مرکز اور ریاستوں میں اختیارات کی تقسیم سے یہ سارے معاملات ریاستی حکومت کے دائرے میں آتے ہیں، لیکن اس کو قومی پالیسی بنا کر بڑے پیمانے پر حل کرنا چاہئے اور یہ اسی وقت ممکن ہوسکتا ہے جب اس کیلئے قانون سازی کی جائے اور سرکاری اداروں کی تشکیل کی جائے۔ یہ دستوری طور پر انٹر اسٹیٹ کونسل کا دستوری فورم ہو جس میں وزیر اعظم، متعلقہ مرکزی وزراء اور ریاستی وزرائے اعلیٰ شامل ہوں۔ ان کمزوریوں کے باوجود تمام فریقین کو اس عرصہ دراز تنازعے کے فیصلے کو ختم کرنے کیلئے ضرور ماننا پڑے گا، لیکن فیصلے کی مضمرات پر برسوں بحث جاری رہے گی۔اس سے بھلا کیسے ملک کی سلامتی اور استحکام قائم رہے گا اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور امن و سلامتی کو تقویت ملے گی؟

تبصرہ: مضمون نگار آئی اے ایس افسر تھے۔ ہوم سکریٹری کے عہدے پر فائز تھے۔ملک کے حالات سے پورے طور پر واقف تھے۔ ریٹائرمنٹ کی مدت پوری ہونے سے ۱۷؍مہینے پہلے بعض وجوہ سے اپنے عہدے سے ۱۹۹۳ء میں مستعفی ہوگئے۔اس وقت بابری مسجد کے انہدام کا بڑا چرچا تھا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد انھوں نے ایک بیان میں کہا تھا کہ بابری مسجد میں شر پسندوں کے رام للا کی مورتی رکھنے کے بعد فیض آباد کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مسٹر نائر نے غیر قانونی طور پر مسجد کے دروازے پر تالا لگا دیا اور نماز پڑھنے سے نمازیوں کو منع کردیا۔ یہ نائر سب سے بڑا کارسیوک ثابت ہوا۔اور اس کے بعد راجیو گاندھی نے مسجد کا دروازہ کھلوایا، مسجد کے قریب شیلانیاس کرایا اور وہیں اپنی انتخابی مہم کے افتتاحی جلسے کا انعقاد کیا۔ اس کی وجہ سے وہ دوسرے سب سے نمایاں کارسیوک ثابت ہوئے۔ مسٹر مادھو گوڈ بولے نے ایک بیان میں مزید کہا ہے کہ ''راجیو گاندھی، چندر شیکھر، وی پی سنگھ اور پی وی نرسمہا راؤ کو اپنے اپنے زمانے میں بابری مسجد کے مسئلے کو حل کرنے کے بہت سے مواقع ہاتھ آئے، لیکن میں نے دیکھا کہ ''جس توجہ اور سنجیدگی سے مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تھی کسی نے اس طرح نہیں کی۔ دوسری سب سے بڑی وجہ تھی کہ ایڈوانی اینڈ کمپنی نے مسئلے کو حل کرنے میں بار بار یہ کہہ کر رکاوٹ ڈالی کہ مندر وہیں بنے گا جہاں بابری مسجد کی عمارت ہے یا تھی۔ اور دوسری جگہ نہیں بنے گا۔ انہی وجوہ سے تنازعہ ختم نہیں ہوا۔ اور اب ایک ایسا فیصلہ آگیا ہے جسے مجبوراً مسلمان تسلیم کرلیں گے لیکن ان کے دل کا زخم اس وقت تک مندمل نہیں ہوگا جب تک کہ ان کو انصاف نہیں ملے گا''۔ حقیقت تو یہ ہے کہ انصاف ہی امن وسلامتی کا ضامن ہوتا ہے۔ (بشکریہ روزنامہ ہمارا سماج ۲۰؍نومبر ۲۰۱۹ء)

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کرکے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ @imaratshariah کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)